لعنۃ اللہ علی الظالمین الکاذبین یا المفترین علی اللہ رب العالمین

(بجواب اشتہارات یک ہزار و دو ہزار و تین ہزار و چار ہزار و رسالہ بے انوار کادیانی۔)

وَمَنْ[1] اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ ۝

ان لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجا وہم بالاخرۃ کافرون ۝

فنجعل اللہ علی الکاذبین ۝

لعنت۔ لعنت۔ لعنت۔ تا ہزار۔ بحث شمار صفحہ ۱۱۸ لغایت ۱۲۲ رسالے بے نور کادیانی بے انوار

این۔ ہین کسپر؟

صاحبو! کذاب۔ ظلام۔ افاک۔ مفتری علی اللہ کادیانی پر۔

اوہو۔ کسکی طرف سے

صاحبو! خدا تعالے کی طرف سے اور عام لعنت کرنیوالون فرشتون مسلمانون اور عام لوگون کی طرف سے اور خود کادیانی کی اپنی طرف سے۔

خدا تعالے کیطرف سے اور تمام لعنت کرنیوالون فرشتون مسلمانون اور عام لوگون کی طرف سے لعنت ہونیکا کیا ثبوت ہے

صاحبو! خدا کیطرف سے اسپر لعنت ہونیکا ثبوت وہ آیات قرآن ہین جنکو زیب عنوان مضمون کیا گیا ہے۔ انمین صاف تصریح ہے کہ "خدا تعالے پر افترا کرنیوالے اور نزول وحی کا جہوٹا دعوی کرنیوالے سے بڑہکر کوئی ظالم نہین ہے" اور "ظالمون پر خدا کی لعنت ہی۔ جو خدا کی راہ سے روکتے ہین۔ اور وہ قیامت کے منکر ہین" "اور جہوٹے پر لعنت کرین"۔ اور یہہ امر باتفاق فریقین مسلم ہے کہ کادیانی اپنے اوپر نزول وحی کا دعوے کرتا ہے (دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۸) اور یہہ امر باتفاق جمہور اہل اسلام ثابت و مسلم ہے کہ کادیانی اس دعوی مین جہوٹا ہے۔ اور وہ لوگون کو خدا کے دین سے روکتا ہے اور اپنے نئے دین پر چلانا چاہتا ہے۔ اور وہ قیامت کا منکر ہے۔

فرشتون اور مسلمانون اور عام لوگون کی طرف سے اسپر لعنت ہونیکا ثبوت وہ آیات منقولہ حاشیہ ہین جن سے ثابت ہی کہ جسپر خدا تعالے لعنت کرتا ہے اسپر فرشتے اور عام لوگ بہی لعنت کرتے ہین۔ اور وہ احادیث

[1] ان آیات کا ترجمہ متن مین ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون ۵
اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس
اجمعین ۵ ویوضع لہ البغضا فی الارض مشکوۃ ص۴۱۰
انتم شھداء اللہ فی الارض مشکوۃ ص۱۳

جنکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ "زبان خلق نقارۂ خدا"
مسلمانون کی طرف سے اسپر لعنت ہونیکا ثبوت یہ بہی ہے
کہ کادیانی نے رسالہ "بے نور" کے چار صفحون مین عیسائیون
کے حق مین ایک ہزار لفظ لعنت نمبروار تحریر کرکے آخر مسلمانون
کو بہی اسمین شامل کرلیا ہے اور اہل اسلام مین یہ امر مسلم اور ثابت ہی کہ مسلمان لعنت کا محل و اہل نہین ہوتا اور
یہہ امر حدیث[1] مین آچکا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے جو اسکی اہل محل نہو تو وہ لعنت پہر پہرا کر
اسی شخص کیطرف رجوع کرتی ہے جسکے موہنہ سے نکلتی ہے۔ لہذا وہ ہزار لعنت جو مسلمانون کے حق مین بلا قصور
وبلا وجہ اسنے کہی تہی وہ مسلمانون کی طرف سے واپس ہوکر اسی پر آپڑی۔

عام لوگون کیطرف سے اسپر لعنت ہونیکا ایک **ثبوت** یہہ بہی ہے کہ یہہ عام لوگون کو لعنت کرتا ہے۔ آریہ
کو اسنے شحنہ حق کے ص۱۵۵ مین دس لعنتین کہین۔ نصاری کو اسی رسالہ بے نور مین ہزار لعنت سنائین۔ وہ اسکے
صلہ و مقابلہ مین اسکو دن رات لعنتین کررہے ہین۔

ایک وجہ انکی لعنت کی یہہ بہی ہی کہ خدا مسلمانون کا حامی ہے۔ مسلمانون کی حمایت مین خدا ان لوگون
سے بہی اسکو لعنتین کہلاتا ہے۔

بہلا صاحب اس بیان سے یہہ تو ثابت ہوا کہ خدا کی طرف سی اور فرشتونکی اور عام بندون کیطرف سی اسپر
لعنت برس رہی ہے۔ مگر اسکا ثبوت کیا ہی کہ خود اسکی طرف سے بہی اسپر لعنت پڑرہی ہے۔ اپنے آپ کو لعنت کرتا ہے؟

صاحبو! یہ بہی خدا کی طرف سے مسلمانون کی حمایت مین کادیانی پر رجعت و عقوبت ہی۔ کہ وہ اپنی موہنہ سے
اپنے آپ پر حسب تفصیل ذیل لعنت کرچکا اور کررہا ہے۔ مباحثہ امرتسر مین (جو اسکا اپنے بڑے بہائیون عیسائیون
سے ہوا تہا) وہ مسٹر عبداللہ آتہم کے پندرہ ماہ مین فوت ہوجانیکی پیشگوئی کرکے صفحہ اخیر مین صاف یہ لکہہ چکا ہے
"مین اسوقت اقرار کرتا ہون کہ اگر یہہ پیشگوئی جہوٹی نکلی۔ یعنے وہ فریق جو خدا تعالے کے نزدیک جہوٹ پر ہے
پندرہ ماہ کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے بسزا موت (ایہا الناظرون ان الفاظ کو نہ بہولنا) ہاویہ مین نہ پڑے

[1] مشکوۃ صفحہ ۴۰۵ مین ملاحظہ ہو۔

تو مین ہر ایک سزا کے اوٹھانے کیلئے تیار ہون۔ مجھکو ذلیل کیا جائے۔ رو سیاہ کیا جائے۔ میرے گلے مین رسہ ڈالا جائے۔ مجھکو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہون۔ اور مین اللہ جلشانہ کی قسم کہا کر کہتا ہون۔ کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ آسمان زمین ٹل جائین پر اسکی باتین نہ ٹلین گی۔ اب اس سے زیادہ مین کیا لکھہ سکتا ہون جبکہ اللہ تعالےٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ماحق ہنسی کی جگہہ نہین۔ اگر مین جھوٹا ہون تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانون اور بدکارون اور لعنتیون سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔

یہ عبارت والفاظ کادیانی کے صاف پکار رہے ہین کہ اگر کادیانی کا مخالف عبداللہ اتہم یا فریق مخالف کے تمام ممبر بسزا موت جہنم مین نہ جائین تو کادیانی پر خدا کی اسقدر لعنت ہے جو تمام دنیا کے کسی شیطان بدکار لعنتی پر نہین ہوئی۔

اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ عبداللہ اتہم یا اسکا تمام فریق مرگیا یا وہ زندہ ہے؟ اور اسکے فریق کے لوگون سے کوئی ایک شخص بھی زندہ ہے۔

صاحبو! میعاد موت ۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو گذر گئی۔ اور عبداللہ اتہم معہ اکثر ممبران فریق خود زندہ ہو بھلا۔ چنگا بھلا۔ کٹا پہلے سے زیادہ تازہ موٹا۔

اس امر کا اعتراف کادیانی نے خود اپنے اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء اور اپنے رسالہ "انوار" مین کیا ہے۔ وہ عبداللہ اتہم کو زندہ بتایا ہے۔ اور ڈاکٹر کلارک اور پادری عمادالدین وغیرہ کو مخاطب کر کے ان دونو کی حیات کا اظہار واقرار کر رہا ہے۔ پھر بحسب شہادت عبارت والفاظ منقولہ بالا اسکی طرف سے اسپر لعنت کی بوچھاڑ ہونی کیا کسر ہے؟ آپ صاحبان صاف ہی کہین گے۔ کوئی نہین ہرگز نہین ہر آن ہر لحظہ اسپر لعنت کی موسلا دھار بارش ہو رہی۔ اور ہوتی رہیگی۔ جبتک کادیانی دھوکہ بازی افترا پردازی سے تائب نہو گا۔ اور مسلمان نہو جائیگا۔

بھلا صاحب! اگر کادیانی عبارت والفاظ مذکورہ بالا شائع و مشتہر کر چکا ہے تو پھر وہ اپنا مونہہ کالا کر کے اور اپنے گل مین رسہ ڈالکر اور ایک لعنت کا سائن بورڈ زینت گلو فرما کر اپنے آپکو مسلمانون یا عیسائیون کے حوالہ کیون نہین کر دیتا۔ اس مین اسکو کوئی عذر ہے تو وہ کیا ہے؟

صاحبو! وہ عذر ایک نہین کئی اعذار دل آزار ہین۔ مگر سب کے سب عذر بدتر از گناہ کا مصداق۔ وہ عذرات وہی یا اسکے جنس سے ہین جنکے کادیانی کیطرف سے پیش ہونیسے پہلے اشاعۃ السنۃ اپنی نمبر ۹ جلد ۱۵ مین پیشگوئی کر چکا ہے وہ یہہ ہین۔ (۱) وہ کہتا ہے کہ اصل الہام مین "ہاویہ" کا لفظ تہا۔ مینے اسکی تشریح موت سے اپنی طرف سے کی تہی اسمین مینے غلطی کہائی تو یہ کوئی نئی بات نہین پہلے ملہم بہی ایسی غلطی کہا گئے تہے جو ایک الہامی وعدہ مجمل کی اپنے خیال سے تفصیل کرتے وہ درست نہ نکلتی تو ان کو خدا تعالے پر عدم ایفاے وعدہ کا گمان ہو جاتا۔ اسکی تصدیق و تائید مین شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب فیوض الحرمین کی صفحہ ۷۴ حوالہ دیتا ہے۔ اور پہر کہتا ہے کہ اصل الہام کے مضمون "ہاویہ" سے عبد اللہ آتہم بچ نہین سکا۔ وہ سخت بیمار رہا ڈر کا مارا۔ شہر بشہر پہرتا رہا۔ گہر کے اندر سے اسکو ڈر لگتا تہا۔ کتے اور سانپون کے سامنے آجانے سے بہی ڈر جاتا تہا۔ یہ ہاویہ نہین تو اور کیا ہے اور کہتا ہے اس معنے ہاویہ سے اس فریق کا کوئی شخص نہین بچا۔ ڈاکٹر کلارک کو رائٹ صاحب کے بے وقت[1] موت کا ایسا الم پہنچا جو ہاویہ سے کم نہ تہا۔ ایسا ہی پادری ٹامس ہاول بیماری کے ہاویہ مین رہکر ایک مدت کے بعد نکلا

---

[1] اصل عبارت یا مضمون فیوض الحرمین کو دجال و کذاب ارڑپوپو کادیانی نے اسلئے نقل نہین کیا کہ اسکے نقل کرنے سے عام لوگون پر کادیانی کا معترف غلطی ہونا ظاہر ہوتا تہا۔ اور یہہ امر (اعتراف غلطی) کادیانی پر موت سے زیادہ سخت ہے۔ یہ اعتراف غلطی کا جو ہمنے متن مین کادیانی سے نقل کیا ہے۔ اس عبارت فیوض الحرمین سے نکال کر کادیانی کو اسکا معترف بنایا۔ اسنے یہہ صریح اعتراف غلطی نہین کیا۔ لہذا مناسب ہے کہ ہم اصل عبارت فیوض الحرمین کو نقل کرین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس عبارت کے دست آویز و تمسک سے کادیانی کا معترف غلطی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہین وعدہ کے عدم وقوع کا دوسرا سبب یہہ ہوتا ہے کہ صاحب کشف کو ایک امر مجمل کا انکشاف ہوتا ہے پہر وہ انکشاف اجمالی الہام بن جاتا ہے۔ اس اجمال کے صاحب کشف کے علوم و خیالات جو اسکے سینے مین ہوتے ہین شرح کرتے ہین۔ ایسی جگہہ سے کہ اسکو خبر نہین ہوتی اسپر اسکو اطمینان یقین ہو جائے۔ تو اسکا کچہہ اعتبار نہین ہوتا۔

وثانیہما ان ینکشف لہ امر مجمل ویتحول ہذا الانکشاف الاجمالی الہاما مجملا فیتبادر الیہ العلوم المخزونۃ فی صدرہ فتشرحہ شرحا من حیث لا یدری × × ولا عبرۃ حینئذ بالثلج والاطمینان لانہ فی الحقیقۃ ثلج بالامر

[1] جو ان کی موت کو بے وقت کہنا جاہلون اور دین سے ناواقفون کا کام ہے جو اس ملہم نے اختیار کیا ہے۔

ایسا ہی پادری عبداللہ سخت بیمار ہونے کے ہاویہ مین گرا۔ اور معلوم نہین کہ مرا یا بچا۔ پادری عماد الدین رسالہ نور الحق کے جواب سے عاجز ہونے سے اور ایکہزار لعنت کا جو اس رسالہ مین اسپر بھیجی گئی تہی مورد ہونیسے ہاویہ مین گرا۔

(۲) عذر اول کے مخالف و متناقض ہے۔ وہ یہہ بہی کہتا ہے کہ موت کامل طور کا ہاویہ ہے۔ اور یہہ واقعہ ہو چکا ہے۔ اس سے گو عبداللہ آتہم بچگیا ہے مگر اصل الہام مین عبداللہ آتہم کا نام نہین لیا گیا تہا۔ بلکہ فریق مخالف کے لئے ہاویہ مین پڑنے کی خبر دیگئی ہے سو مباحثہ کرنیوالے فریق سے ایک ممبر بلکہ اسکا سرگروہ پادری رائٹ صاحب امرتسر مین مرا۔ اور یوحنا جنڈیالہ مین پادری فورمن لاہور مین مرا۔ اس معنے کر بہی اس پیشگوئی کا تحقق ہو گیا نہ تخلف۔ آفرین صد آفرین! اے کادیانی اڑڑ پوپو تیرے جرأت و حیا پر کہ جس مونہہ سے تونے موت کو اصل الہام سے غیر اور اسکی تفسیر قرار دیکر اسکے تحقق کو غیر ضرور ٹہیرایا تہا۔ اور اس تفسیر کو اصل الہام سے متحد سمجہنے کو وسوسہ شیطان بتایا تہا۔ اسی مونہہ سے تونے پہر اسکو ہاویہ کا فرد ٹہیرایا اور متحقق بنایا ہے اور اس گروہ کے دو تین شخص کی موت سے اس پیشگوئی کو سچا بنایا ہے۔)

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱)

الاجمالی من حیث ہو محفوظ فی ہذا الشرح وربما تبادر اللہ ہاجس نفس واستعجال طعبتہ وتسویل شیطان فقصر نظرہ عن التمیز فبقی الامر عندہ غیر مبین ۔ وبالجملہ فمن رای ہذہ الصورۃ المختلطۃ قال وعد ولم یوجد الموعود ومن رای کل شئی متمیزا من غیرہ قال الوعد اجمالی وقد وفی بہ ولو فی نشاۃ دون نشاۃ وشبح دون شبح ۔ فالوجہان جمیعا انما یعتریان المتوسطین واما اہل الکمال فہم بمعزل من ذلک (فیوض الحرمین مختصرا ص۷۴)

کیونکہ یہ یقین اس اجمالی امر کا ہے۔ اسحالت و صورت مین کہ وہ اس خیالی شرح مین محفوظ سمجہا گیا ہے۔ پہر بعض اوقات نفس کا خطرہ یا خیال یا طبیعت کا استعجال یا شیطان کا دہوکہ جلدی کرتا ہے تو صاحب کشف اس الہام اجمالی اور اس شرح خیالی مین تمیز نہین کر سکتا۔ اور اسکے نزدیک اصل الہام اور اسکی شرح مین فرق نہین رہتا پس جو شخص اس گڈمڈ صورت کو دیکہتا ہے وہ کہتا ہے کہ وعدہ ہوا تہا مگر پایا نہین گیا۔ اور جو شخص ان دونون مین امتیاز کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ وعدہ اجمالی تہا سو پورا ہوا خواہ کسی جہان مین ہو۔ (دنیا یا آخرت مین) اور خواہ کسی صورت سے ہو (ظاہری یا تاویلی سے)

(۳) عذر اول کے مخالف و متناقض وہ یہہ بہی کہتا ہے کہ اس پیشگوئی کے دو حصے تہے۔ اول یہ کہ فریق مخالف ہاویہ (یعنے موت) مین ڈالا جائیگا۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ حق کیطرف کسیقدر بہی رجوع کرلے گا یعنے موت سے ڈر جائیگا تو وہ اس ہاویہ موت سے بچا لیا جائیگا۔ عبد اللہ آتہم کے حق مین خدا نے پہلے پہلو کیطرف رُخ نہ کیا بلکہ دوسرے پہلو کو اختیار کیا کیونکہ عبد اللہ آتہم نے کسیقدر حق کیطرف رجوع کر لیا تہا۔ اس عذر و تاویل پر قوائل کو کادیانی نے اپنے ہی تک نہین رہنے دیا۔ بلکہ اس مضمون کا عربی عبارت مین ایک الہام بہی گہڑ کر خدا تعالے پر اسکا افترا کیا۔ چنانچہ کہا ہے کہ خدا تعالے نے ایسا کیا اور مجہے فرمایا ہے اطلع اللہ علی ہمہ وغمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً۔ ولا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ وبعزتی وجلالی انک انت الاعلی وغرق الاعداء کل ممزق ومکر اولئک ہو یبور۔ انا نکشف السر عن ساقہ یومئذ یفرح المومنون ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین۔ وہذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً۔" اس عبارت کے نو فقرے ہین جنمین اکثر فقرے قرآن مجید سے پورے پورے چورائے گئے ہین۔ اور فقرہ اول و سوم و چہارم و پنجم کے بعض الفاظ قرآن سے مسروق ہین۔ اور ان الفاظ و فقرات کی ترتیب صرف ایجاد بندہ (کادیانی) ہے۔ سو سراسر گندہ جس سے مطلب مقصود کادیانی کچہہ سمجہہ مین نہ آتا تہا اور وہ مطلب در بطن شاعر کا مصداق تہا لہذا کادیانی کو اسکی تفسیر بہی الہام (یا شیطانی احتلام) سے کرنی پڑی۔ فقرہ اول کا اصل ترجمہ لفظی یہ تہا کہ خدا نے اسکے غم و ہم پر اطلاع پائی۔ جس سے کادیانی کا مطلب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷

مگر یہہ امر۔ امر متوسط لوگون کو پیش آتے ہین۔ اہل کمال ان دونو سے برطرف رہتے ہین۔ اور ڈپوپو کادیانی نے اس مضمون کتاب فیوض الحرمین سے تمسک کرنیسے یہہ جتایا ہے کہ مین عرفان و کمال مین ناقص ہون اسلئے خطرہ نفس اور وسوسہ شیطان نے مجہہ پر غلبہ کر کے میری اس تفسیر کو (جو مین نے اپنے خیال سے کی تہی) اور اصل الہام اجمال کو ایک کر دیا۔ اور مین نے غلطی کر کے اصل ہاویہ کو موت قرار دیکر خصم کے سامنے یہ اقرار کر لیا تہا کہ اگر مخالف کو موت نہ ہوئی تو میرا مونہہ سیاہ کر کے مجہے لعنتی بنایا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اسمین مینے شیطان سے دہوکہ کہایا ہے اور مین اسکی تفسیر کرنیمین غلطی کا مرتکب ہوا۔ مگر اے حضرات یہ بات اسکے حوالہ و دست آویز مضمون مذکور کا لازمہ و نتیجہ ہے۔ مونہہ سے وہ کبہی اقرار نکریگا کہ مین اس تفسیر مین غلطی کا مرتکب ہوا ہون یہہ بہی وجہ ہے کہ اس عذر اول کے مخالف دوسرے عذرات بہی کرتا ہے جن سے اس تفسیر کا صحیح ہونا جتاتا ہے

اداہوتا تہا۔ اسلئے کادیانی اسپر الہامی تفسیر سے زیادتی کی اور کہا۔ اُور اسکو مہلت دی۔ جبتک کہ وہ بیباکی اور سخت گیری اور تکذیب کیطرف میل کرے۔ اور خدا کے احسان کو بہلادے"

فقرہ دوم کا ترجمہ لفظی صرف یہہ تہا کہ تو خدا کی عادت مین تبدیلی نہ پائیگا۔ جو کادیانی کے مطلب کے لئے کافی نہ تہا۔ اسپر کادیانی نے الہامی تفسیر سے یہہ زیادتی کی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہین کرتا جبتک ایسے کامل اسباب پیدا نہو جائین جو غضب آہی کو مشتعل کرین۔ اور اگر دل کو کسی گوشہ مین بہی کچھ خوف آہی مخفی ہو اور کچھہ دہڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہین ہوتا۔ دوسرے وقت پر پڑ جاتا ہے" ایسے ہی الہامی تفسیر فقرہ ۳ و ۴ و ۵ و ۶ کے کہ فقرہ ساتکی (جسکا ترجمہ لفظی یہہ ہے۔ "ہم اسکی پنڈلی سے پہید کہولین گے) یہ تفسیر کی ہے کہ ہم اسکی پنڈلیون مین سے ننگا کرکے دکہائین گے یعنے حقیقت کہول دین گے اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کرین گے۔ ایسی ہی اپنے تفسیر الہامی باقی فقرات کی کی ہے۔ اس سرت و شکست و رسخیت الہام مذکور پر ہی کادیانی کا یہ مطلب لوگون پر ظاہر نہوا تہا کہ یہہ غم و ہم کرنا رجوع بسوی حق کیونکر ہو گیا جسکو الہام (یا احتلام) ۵ ستمبر ۹۴ء مین عذاب موت کے ٹل جانے کی شرط قرار دیا گیا تہا۔ تو اس نے اس الہام اور اسکی تفسیر کو بلکہ تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد بضمن حاشیہ نمبر ۱ مین اس الہام کی تفسیر در تفسیر کی۔ اور یہہ بات کہی ہے کہ حق کیطرف رجوع کرنیسے یہی ڈر جانا مراد ہے جو عبد اللہ آتہم نے اپنی مضطربانہ حالت سے ظاہر کیا ہے کہ وہ موت سے ڈر کر شہر شہر پہرا اور گہر گہر کے اندر سے اور کتون اور سانپون سے ڈرا۔ کیونکہ حق کیطرف رجوع کرنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت سے قبول کرنا درحقیقت ایک ہی بات ہے۔

(۲) اور اس عذر کی تائید مین وہ یہہ بہی کہتا ہے کہ کسیقدر ڈر جانا گو نجات اُخروی کیلئے کافی نہین ہے۔ (لیکن اسلام و ایمان اس سے ثابت نہین ہوتا۔ جس سے نجات اُخروی متصور ہے) مگر اس قدر ڈر جانے سے دُنیوی عذاب الٰہی کا ٹل جانا۔ لازم و ضروری ہے۔ اور اسپر آیت فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ دلیل ہے۔ اور یہ بات بہی قرآن اور بائبل سے ثابت ہے کہ خدا تعالےٰ عادت مستمرہ و سنتِ قدیمہ ہے کہ جب کوئی شریر قوم جسپر عذاب نازل ہونا مقرر ہو چکا تھا عذاب سے ڈر گئے تو وہ عذاب اس سے ٹلا یا گیا۔ اسکے ثبوت مین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند ایسی آیات قرآن نقل کی ہین جنہین اس مضمون کا نام و نشان نہین۔ صرف یہہ بیان ہے کہ عذاب اس وقت نازل ہوتا ہے جب کسی قوم سے فسق و ظلم و استہزا وقوع مین آتا ہے

(۳) اور کہتا ہے کہ عبداللہ آتہم کا کسیقدر ڈر جانا اس سے ثابت ہے کہ وہ شہر بشہر پھرا۔ اور اگر عبداللہ اس سے انکاری ہو تو وہ ایک مجلس مین مجھ سے مباہلہ کرے۔ اور کہدے کہ ۱۵ مہینہ کے عرصہ مین کبھی ایک لحظہ وہ اس پیشگوئی سے نہین ڈرا۔ اور کبھی سچائی اسلام کا خیال اسکے دل مین نہین گذرا۔ اور کبھی ایک ذرہ اسلامی توحید کا خیال اور تثلیث سے انکار اسکے دل مین نہین آیا۔ اسکے بعد اگر ایک سال تک اسکو موت نہ آئی تو اسکو سچا سمجھا جائیگا۔ اور ایک ہزار روپیہ اسکے ملک کیا جائیگا جو بطور امانت و باخذ ضمانت ابھی سے اسکے پاس رکھوایا جائیگا۔ اور اگر عبداللہ آتہم نے اس فیصلہ کیطرف رجوع نہ کیا۔ تو گویا میری اس بات کو کہ وہ میری پیشگوئی سے کسیقدر ڈر گیا تسلیم کر لیا۔

(۴) اور کہتا ہے کہ اس پیشگوئی مین دوسرے پہلو کو خدا نے اسلئے اختیار اور پہلے پہلو کو ترک کیا۔ کہ پہلا پہلو (یعنے موت عبداللہ آتہم) مجروح اور تختہ مشق اعتراضات ہو گیا تھا۔ کوئی کہتا تھا۔ مرنا کیا نئی بات ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب پہلے ہی موت کا فتوی دیچکے ہین۔ کہ چھ ماہ تک فوت ہو جائیگا۔ کوئی کہتا تھا کہ بڈھا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ کمزور ہے۔ موت کیا تعجب ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ جادو سے مار دینگے یہہ شخص بڑا جادوگر ہے خدا حکیم و علیم نے جب دیکھا کہ معترضون نے اس پہلو کو بہت کمزور اور مشکوک کر دیا ہے اور خیالات سے اسکا اثر اوٹھا دیا ہے۔ تو عبداللہ آتہم کے دلپر عظمت اسلام کا رعب ڈالکر پہلو ثانی سے اسکو حصہ دیدیا۔ اور موت کے پہلو کو ٹال دیا (اس قول سے کادیانی نے یہہ جتایا ہے کہ وہ دہریہ ہے خدا کو صفت علم و قدرت کے ساتھ نہین مانتا۔ اسکی تشریح اس قول کے جواب مین ہوگی۔ انشاء اللہ)

(۵) اور کہتا ہے کہ ایک فایدہ اس پہلو دوم کے اختیار کرنے مین یہہ بھی ہے کہ اگر پہلو اول کو اختیار کیا جاتا۔ اور عبداللہ آتہم مر جاتا۔ تو ہماری جماعت مین عام لوگ جنمین رذیل کمینہ سفلہ اور موٹے سمجھ والے لوگ بھی شامل ہین داخل ہو جاتے۔ اور ہماری شریف اور پاک جماعت کے ہم پہلو ہو جاتے

لیکر اس جماعت کو ناپاک کر دیتے۔ اس فائدہ کی تائید و ثبوت مین وہ کہتے ہے کہ خدا کی عادت قدیمہ اور سنت مستمرہ معجزہ و نشان نمائی مین یہی چلی آتی ہے۔ کہ وہ ایسے باریک و عالیشان معجزہ و نشان ظاہر کیا کرتا ہے جنکو صرف عالیشان شریف و نجیب و زیرک لوگ و باریک بین سمجھ سکین نہ ایسے عام فہم نشان جنکو کمینہ لوگ اور موٹی عقل والے سمجھ سکین۔ اور وہ ایسے نشان دیکھکر داخل جماعت ہون۔ اور وہ ان نفیسون اور نجیبون اور زیرک لوگون کے ہم پہلو جگہہ لیکر انکے عار و ننگ کا موجب ہون۔ اور اس جماعت کو ناپاک کرین۔ خدا تعالے ان لوگون کو جماعت شرفا و عقلا سے علیحدہ اور خارج کرنے کی غرض سے اپنے نشانون پر پردے ڈال دیتا ہے۔ خدا تعالے قادر تو ہے کہ وہ ایسا نشان دکھاوے جس کو تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت کمینہ بھی سمجھ سکین اور اس نشان کیطرف جھک جائین مگر ایسا نہ کبھی ہوا۔ اور نہ آیندہ ہوگا۔ ایسا نشان دیکھکر ایمان لانا ایمان بالغیب نہین کہلاتا جو نجات کا مدار ہے اور نہ وہ موجب ثواب ہو سکتا ہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا موجب ثواب نہین ہو سکتا۔ لہذا ایسا نشان حامی ایمان نہین ہوتا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا ہے۔

(۴) ان دجوہات پر ناز اور فخر کرکے کادیانی ان علمار اسلام کو جو اس پیشگوئی مین اسکو جھوٹا قرار دیکر اسکے تکذیب مین اشتہار جاری کر چکے ہین نیم عیسائی بنا کر انپر لے دے کرتا اور یہہ کہتا ہے کہ انکا مجھے جھوٹا کہنا اسلام پر حملہ کرنا ہے کیونکہ مین اگرچہ انکے نزدیک کافر بلکہ اکفر تہا مگر پھر بھی اسلام کا وکیل تہا۔ اور اس پیشگوئی سے اسلام کی سچائی عیسائیون پر ثابت کرنا چاہتا تہا پس اگر مین اس پیشگوئی مین جھوٹا ہوا تو گویا اسلام جھوٹا ہوا۔ اور اسکی تائید مین ایک فرضی تمثیل پیش کرتا ہے کہ اگر بہنگی یا چمار اسلام کی حمایت مین عیسائیون کا مقابلہ کرے گا۔ تو یہہ ممکن نہ ہوگا کہ خدا تعالے اس بہنگی کو ذلیل کرے۔ اور عیسائیون کو اس پر فتحیاب کرے۔ خدا تعالے کا اسکا بہنگی یا چمار ہونا نہین دیکھے گا۔ بلکہ اپنے دین کی عزت رکھے گا۔ پھر تم مجھے عیسائیون کے مقابلہ مین کیون معلوب اور ذلیل قرار دیتے ہو۔

(۸) اس فخریہ الزام کے ساتھ وہ ان علماء اور ان تمام اشخاص مذہب غیر عیسائی ہندو آریہ سکھ وغیرہ کو جو اس پیشگوئی کو دروغگوئی کہنے میں مسلمانوں کے شریک ہیں۔ اور وہ کادیانی کے جھوٹا ہونے پر اظہار مسرت کر چکے ہیں۔ وہ گندی گالی ہی دیتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اب بھی عبداللہ آتھم سے میرے عذر سوم کی تکذیب بصورت مذکورہ بالا کرانے کے بغیر مجھے جھوٹا کہو گے۔ تو تم شریف اور حلال زادے نہیں ہو سکتے اور حرامزادے ہو۔

(۹) ان ملمع سازیوں اور تبرا بازیوں کے ساتھ وہ اپنے دام افتادہ احمقوں اور گمراہ شدہ مریدوں کو اپنی صداقت اور فتح جتلا کر اپنے دام سے باہر نکلنے پر یہ ڈر سناتا ہے کہ اگر تم مجھ سے الگ ہو گئے تو تمہارا پچھلا حال پہلے حال سے بدتر ہو جائیگا۔

پہلا اسکے عذرات اور انکے وجوہات ہیں جنکو اس نے ۴ صفحہ اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۲ء اور اکیس صفحہ رسالہ "انوار" میں بیہودہ و سراسر لغو و مکرر لکھ کر عبارات میں بیان کیا ہے۔ ہمنے (۶) صفحوں میں اس کا پورا مطلب بہ تہذیب تلخیص ادا کر دیا **ولیکن اے صاحبو!** اسکے یہ عذرات اور انکے وجوہات من اولہا الی آخرہا اسکی اس روسیاہی کو اٹھا نہیں سکتے۔ اور اس پیشگوئی میں اسکو سچا نہیں کرتے۔ بلکہ پکا کاذب و ملعون و کافر اور فریبی اور حیلہ ساز بناتے ہیں اور اسکی روسیاہی پر سیاہی کے گہنا چڑھاتے ہیں۔ اور یہ بتاتے ہیں کہ بیحیائی بیشرمی بے ایمانی ہٹ دھرمی میں بات بنانی اور ایک بات کہکر اس سے مکر جانی۔ اور پھر منکر نہ کہلانے میں دنیا بھر میں اسکا کوئی نظیر نہیں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اور اس دعوی کی دلیل دل لگا کر سنو۔

اسکا پہلا عذر اسکی روسیاہی کو نہیں مٹاتا۔ بلکہ اسپر سیاہی کی گہنا چڑھاتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے اسکو یہ نہیں کہا کہ تیرے اصل الہام میں موت کا وعدہ تھا وہ پورا نہیں ہوا اسلئے تیرا مونہہ کالا کرنا چاہیئے وہ اسکو ایسا کہتے تو اسکے جواب میں اسکا عذر بیجا ہوتا۔ مسلمان تو اسکو یہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے اس الہام کی تفسیر میں ہاویہ کو موت قرار دیا تھا سو اس موت کے عدم وقوع پر مونہہ کالا کرانا قبول کیا تھا۔ اب اسکا وقوع نہیں ہوا تو تیری اس تفسیر و اقرار کے رو سے (نہ اصل الہام کے حکم سے) ہمارا حق ہو گیا ہے کہ ہم تیرا مونہہ کالا کریں اور تیرے گلے میں رسہ ڈالکر تجھے شہر شہر پھرا دیں۔ اور جب تو تھک جائے تو تجھے ایک گدھی پر جسکو ایک بھنگی ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ لئے پہریگا۔ تجھے سوار کرا دین۔ اس صورت مین اے صاحبان والاشان! کادیانی کا یہ عذر کب لائق پذیرائی ہے۔ اور وہ اس سزا کو کب ٹال سکتا ہے۔ اے حضرات ناظرین! مسلمان تو اسکو چلا چلا کر کہہ رہے تہے کہ اس پیشگوئی سے موت مراد قرار دینا اور اسکے عدم وقوع پر ایسی سخت سزا مان لینا۔ اے کادیانی تیری نادانی یا دہوکہ دہی و بے ایمانی ہے تو جسحالت مین اپنے ازالہ کے صفحہ ۱۴۰ مین یہ لکہہ چکا ہے کہ انبیاء اپنی پیشگوئی کے معنے سمجہنے مین غلطی کیا کرتے (عیاذاً باللہ) تو پہر تو اپنی پیشگوئی کے معنے سمجہنے مین کیونکر غلطی سے بری ہو سکتا ہے کیا تیرا الہام انبیا کے الہام کی نسبت زیادہ یقینی ہے یا تو اپنے الہام کے معنے سمجہنے مین غلطی و خطا سے معصوم ہے۔ اگر تیرا یہ دعوی ہو تو تیرے کافر و بے ایمان ہونے مین کیا شک ہے اور اگر تجہے یہ دعوی نہین تو پہر اپنی پیشگوئی کے ان معنی کا جو تو نے سمجہے ہین تجہے یقین کرنا کیونکر جائز ہے اسصورت مین تیرا اس یقین کو ظاہر کرنا صرف لوگونکو دہوکہ دینا اور اس غرض سے ہے کہ اگر اس عرصہ مین عبداللہ بحسب اتفاق و تقاضا سنہ و عمر فوت ہو گیا تو تو لوگون کو دام مین لاؤنگا اور اگر وہ فوت نہوا تو یہہ کہدیگا کہ اصل الہام مین فوت ہونیکا وعدہ نہ تہا بلکہ صرف ہاویہ کا وعدہ تہا جو ہر ایک کافر کو مرنے کے بعد نصیب ہوتا ہے اس سے موت مراد ہونا میری طرف سے بطور تفسیر تہا جو غلط نکلا۔

یہ باتین کادیانی کو اشاعۃ السنۃ نے اپنے نمبر ۹ جلد ۱۵ کے صفحہ ۲۲۹ و صفحہ ۲۳۳ وغیرہ صاف طور پر کہدی تہین اور مسلمانون نے زبانی اور اخبارون مین اور کادیانی کے گہر پہنچکر کہی تہین۔ مگر کادیانی اور اسکے گمراہ اور اندہے بہرے حواریون نے کسیکی ایک نہ سنی اور ان سب کے مقابلہ مین دعوی موت عبداللہ آتہم پر ضد قایم رکہی۔

اخبار عام ماہ جولائی ۱۸۹۴ء کے کسی پرچے مین ایک کشمیری حواری کادیانی نے مکفرین و منکرین کادیانی سے یہہ درخواست کی تہی کہ لوگو! اس تکفر و انکار مین کیون جلدی کرتے ہو پیشگوئی موت عبداللہ آتہم کا انتظار تو کر لو۔ اسکے جواب مین ایک مسلمان نے کہا کہ اگر عبداللہ آتہم فوت ہوا تو بہی کادیانی کا الہام واجب التسلیم نہوگا جبکہ نبیون اور سابق ملہمون کے الہام کا بقول کادیانی ظاہری معنے سے وقوع ضروری نہین ہے۔ تو کادیانی کا الہام اگر ظاہری معنے سے (جسکا کادیانی کو دعوے ہے) واقع ہو گیا۔ کیون تسلیم کیا جاویگا۔ اسکے جواب مین اس کشمیری حواری نے اخبار عام اگست ۱۸۹۴ء کے کسی پرچہ پر یہہ مشتہر کیا تہا کہ جو پیشگوئیان انبیا و ملہمین سابقین کے اپنے ظاہری معنے سے وقوع مین نہین آئین وہ کسی کے مقابلہ مین اور کسی دعوی کی تصدیق کے لئے نہوئی تہین۔ بخلاف اس پیشگوئی

موت عبداللہ آتہم کے کہ یہہ بمقابلہ عیسائیون کے اور ایک دعویٰ کے تصدیق کے لئے ہوئی ہے۔ لہذا اس پیشگوئی کا اسی معنے ظاہری سے واقع ہونا ضروری ہے جو اس سے یقیناً سمجھے گئے ہین اسی اگست ۱۸۹۴ء کے اخیر مین دو شخص بظاہر مسلمان درپردہ عیسائی مرزائی اور نیچری (ایک مولوی نور محمد مالک نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور۔ دوسرا منشی فتحدین ملازم سردار محمد عمر رئیس موکل) قادیان پہنچے۔ تو انمین سے دوسرے صاحب اڑڑپوپو کادیانی سے مستقر ہوئے کہ یا حضرت! اگر یہہ پیشگوئی اپنے ظاہری معنے سے جو آپنے بیان کئے ہین واقع نہوئی یعنے عبداللہ آتہم فوت نہوا تو پہر کیا ہوگا۔ کیا اسمین کوئی تاویل نہین۔ تسپر اڑڑپوپو صاحب بولے کہ اگر مگر کی یہان گنجایش نہین یہہ پیشگوئی اسی معنی کر ضرور ہی پوری ہوگی۔ یہ بات ہمسے سردار محمد عمر مذکور نے جو ہمارے مخلص دوست ہین اور وہ ان لوگون کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ گئے تہے کہی ہے۔ ایسی ہی اگست کے آخیرون کی روایت وحکایت ایک سکرٹری انجمن حمایت اسلام کو ایک خاص حواری کادیانی کے ذریعہ سے پہنچی تہی کہ عبداللہ آتہم ضرور فوت ہوگا۔ اسمین تاویل کوئی نہین ہے۔ اس حواری کا ایک رشتہ دار اوائل ستمبر مین لاہور سے نئی پوشاک لیکر قادیان پہنچا تہا کہ ۶ ستمبر کو جو موت عبداللہ آتہم پر قادیان مین عید ہوگی اسمین یہہ پوشاک پہنونگا۔ گو آخر اسکو عید کی جگہہ محرم کرنا پڑا۔ اس وقت کادیانی اور اسکے اتباع کا یقین کے ساتھ یہہ دعویٰ تہا کہ اس پیشگوئی مین کوئی تاویل نہین ہے۔ ضرور عبداللہ آتہم فوت ہوگا ورنہ کادیانی اُس سزا کا مستحق ہوگا جسکو وہ مان چکا ہے۔

کیا اس صورت مین اے صاحبان منصفین! مسلمانون کا حق نہین ہے کہ وہ کادیانی کی اس تفسیر پر یقین کرنیکی وجہ سے اور اس یقین پر سزاء مذکور کو مان لینے کی نظر سے (نہ اصل الہام کی نظر سے) درخواست کرین کہ جناب اکذب! تشریف لائیے۔ اپنا مونہہ کالا کرائیے۔ اپنے گلے مین رسہ اور لعنت کا سائن بورڈ ڈلوا کر شہر بشہر پہر کر لوگون کو اپنے جمال باکمال کا نظارہ کرائیے۔ اور تہک جانیکی حالت مین گدہے پر بشوق وذوق سے سوار ہو جائیے۔ کیا اس درخواست کے جواب مین کادیانی یہ عذر کر سکتا ہے کہ اصل الہام مین صرف "ہاویہ" کا وعدہ تہا موت کی تجویز تو صرف میری تفسیر تہی جو خطا نکلی۔ کیا یہہ عذر باوجود اس تفسیر کے اور اسپر یقین کرکے وعدہ مذکور کر لینے کی اس سزا سے بری کر سکتا ہے۔ نہین نہین ہرگز نہین کیا اس عذر کے جواب مین وہ لوگ یہہ نہین کہہ سکتے

کہ ہم اصل لفظ الہام (یا شیطانی احتلام) کی نظر سے تیرا مونہہ کالا کرنا نہین چاہتے بلکہ تیری اس تفسیر کی نظر سے جسپر تجھے اور تیری تمام جماعت کو یقین تھا۔ اور تیری اس اعدہ کی دست آویز سے جو اس یقین پر تو مشتہر کر چکا تہا بیشک کہہ سکتے ہین۔ اور ہزار بار کہہ سکتے ہین۔ اور یہہ کہکر اس عذر کو رد کر سکتے ہین

عذر دوم۔ تین وجہ سے۔ کادیانی کی روسیاہی کو نہین مٹا سکتا۔ بلکہ اسپر اور سیاہی کی گھٹا چڑہاتا ہے۔

وجہ اول یہہ کہ وہ عذر اول کے صریح مخالف و متناقض ہے۔ عذر اول مین وہ موت کو ہاویہ مغایرت اور اپنی غلطی خیال کا نتیجہ قرار دے چکا تہا۔ اب وہ اسکو ہاویہ کافر کا مل ٹہیراتا ہے جو عینیت و کمال اتحاد کا مثبت ہے۔ اور یہہ دونون امر مغایرت و اتحاد آپسمین متناقض و متعارض ہین۔ لہذا بحکم اذا تعارضا تساقطا دونون ساقط الاعتبار ہوئے

افسوس صد افسوس کادیانی کے اتباع سے۔ ایک شخص بہی اہل علم اور صاحب انصاف نہین۔ جو ایسی ڈبل غلطیون پر اسکو تنبیہ کرے۔ اور اگر وہ تنبیہ نہو تو اسکے اتباع سے ہاتھ اوٹھا کر اس ذلت سے بچے

وجہ دوم یہہ کہ ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء تک (جو موت عبد اللہ آتہم کی میعاد کا آخری دن تہا) تو کادیانی یا اوسکے کسی پیرو نے فریق مخالف سے بجز عبد اللہ آتہم اور کسیکو مراد قرار نہ دیا۔ اور ہر ایک کا دعوی عبد اللہ آتہم ہی کی موت کا تہا۔ باوجودیکہ صہ ۲۳۲ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱۵ مین جو جون ۱۸۹۲ء کو شایع ہو چکا تہا۔ اس لفظ "فریق" کی نسبت یہہ ریمارک کیا گیا تہا کہ "دلیل دوم۔ (منجملہ اندرونی دلائل رد و غلوئی ہونے پیشگوئی مذکورہ کے) اس پیشگوئی مین مخالف حق ہلاک ہونیوالے کی کوئی تعیین و تشخیص نہین ہوئی۔ صرف فریق مخالف حق کا ہلاک ہونا بتایا گیا ہے جس سے نہ تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے فریق عیسائی کے تمام ممبر یا حاضرین جلسہ یا متصدیان و معاونین مباحثہ جن مین ڈپٹی عبد اللہ آتہم کے علاوہ کئی اور اشخاص (پادری جے ایل ٹہاکرداس۔ پادری عبد اللہ اور پادری ٹامس ہاول صاحب اور ڈاکٹر ایچ ایم کلارک صاحب وغیرہ وغیرہ بہی داخل تہے) مراد ہین۔ یا ان مین کوئی شخص اس ابہام و عدم تعیین سے یہہ مقصود معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر بحسب اتفاق و انقضاء مدت عمر ڈپٹی

عبداللہ آتھم (جنکے پاؤن گور مین لٹک رہے ہین اور وہ اپنی پیرانہ سالی اور کمال درجہ کی کمزوری کی وجہ سے گویا
مصرع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند کا مصداق ہو رہے ہین۔ اس دُنیا سے سدھاری۔ تو انکو اسکا مصداق
بنایا جائیگا ورنہ یہہ کہدیا جائیگا کہ گروہ عیسائی سے اور شخص مراد ہے جسکا تمام عیسائیان پنجاب ہندوستان
سے یا خاصکر عیسائیان جنڈیالہ وامرتسر سے (جو مباحثہ مین شریک تھے) پندرہ ماہ مین فوت ہونا ممکن ہے"

اس ریمارک کے مشتہر ہونے پر بھی کادیانی اور اسکے کسی پیرو نے اُف نہ کیا۔ اور سانس نہ لیا۔ اور
برخلاف شہرۂ عام موت عبداللہ آتھم کے یہ نہ کہا کہ ہمنے عبداللہ آتھم کو خاص نہین کیا۔ لفظ "فریق مخالف"
عبداللہ آتھم سے مخصوص نہین ہے پھر جب ۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء کو گذر گئے اور عبداللہ آتھم کو موت نہ آئی تو یہہ بات
بنائی گئی ہے لہذا اب اس بات کو کون سُنتا ہے۔ اور اس سے بجُز دھوکہ دہی و فریب بازی کیا ثابت
ہوتا ہے۔ اس سے وہ روسیاہی اور نہین سکتی۔ بلکہ اور زیادہ ہوتی ہے۔

وجہ سوم۔ قطع نظر ان دونون وجہون (اول و دوم) سے یہہ بات بن ہی نہین سکتی۔ یہہ تب
بنتی جبکہ فریق مخالف سے ایک کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ تمام ہندوستان پنجاب کے نہی۔ خاص کر گروہ
کے وہ لوگ جو مباحثہ مین شامل و شریک تھے سب کے سب مرجاتے۔ اور انمین سے کوئی نہ بچتا۔ صرف
پادری رائیٹ یا یوحنا۔ یا پادری فورمن (جو مباحثہ مین شامل ہی نہ تھا) کے فوت ہو جانے سے فریق
مخالف کا فوت ہو جانا صادق نہین آتا۔ اسپر روشن اور قوی دلیل جس سے کادیانی کو گریز و انکار کی کوئی
سبیل نہ نکلی۔ یہہ ہے کہ فریق مخالف مجموعہ اشخاص مخالفین کا نام ہے نہ ایک یا دو یا تین شخص کا۔ اس امر کو
کادیانی نے اپنی حماقت و جہالت سے خود اپنے رسالہ بے انوار ۲۱ صفحی کے صفحہ ۴ سطر ۱۲ و ۱۳ مین اس غرض سے بیان
کیا ہے کہ عبداللہ آتھم کی خصوصیت جاتی رہی۔ اور اسکی نہ مرنے سے جو بیحد اعتراضون اور لعنتون کی بوچھاڑ
پڑ رہی ہے وہ موقوف ہو جائے۔ مگر بحکم آنکہ "دروغ گو را حافظہ نباشد" آپنے یہ نہ سوچا کہ مرے، تو صرف
دو یا تین اشخاص ہین۔ اور مین فریق مخالف تمام گروہ کو قرار دے رہا ہون۔ پھر وہ لفظ دو یا تین شخص کے
فوت ہونے سے کیونکر صادق ہوگا۔

اب اسکی اصل عبارت منجو رسالہ بے انوار کے صہ ۲ مین حوالہ قلم ہوئی ہے آپ فرماتے ہین۔ عرفاً

فریق اس تمام گروہ کا نام ہے۔ جو ایک کام بالمقابل کرنیوالا ہے۔ یا اس کام کا معاون یا اس کام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو۔ اور پیشگوئی کی کسی عبارت مین نہین لکھا کہ فریق سے مراد صرف عبد اللہ آتھم ہے۔ ہان جہانتک مین نے الہام کے معنے سمجھے وہ یہی ہے کہ جو شخص اس فریق سے بالمقابل باطل کی تائید مین بنفس خود بحث کرنیوالا ہے اسکے لئے ہاویہ سے مراد سزا ر موت ہو"

اس تصریح وبیان کادیانی کے ساتھ کہ عمداً فریق تمام گروہ کا نام ہے۔ نہ منجملہ گروہ ایک یا دو یا تین کا کادیانی کا دو یا تین شخص کو فریق قرار دینا۔ اور صرف ان کی موت سے فریق مخالف کی موت کے وقوع کا دعوے کرنا۔ اور اس سے اپنے الہام کو صادق اور واقع قرار دینا۔ اس روسیاہی کو بڑھاتا نہین تو اور کیا ہے۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ حیا کسی سے ستعار لیکر ہی عالمین لاؤ۔

متیسراً عذر تو لے ناظرین باتمکین کادیانی کی روسیاہی پر سیاہی کی تہ جماتا ہے۔ اور اسکو آیت ظلمات[1] بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور کا مصداق بناتا ہے۔ اور اس عذر کی تفصیل وتائید مین جو نوبتین اسنے کہی ہین۔ وہ اسکی بے ایمانی بیحیائی دھوکہبازی حیلہسازی کا ایسا کامل ثبوت دیتے ہین کہ اسمین کسی صاحب فہم وانصاف کو ایک ذرہ اشتباہ باقی نہین رہتا۔ بلکہ یقین کامل ہوجاتا ہے کہ کادیانی خدا تعالے پر افترا کرنے مین بڑا دلیر۔ آیات کی تحریف مین بے نظیر۔ خدا تعالے کے صفات علم وقدرت کا منکر۔ معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکاری دھوکہدینے مین اپنی نظیر صرف آپ ہی ہے۔ دشنام دہی وفحش گوئی مین بہنگیون اور بازاری شوہدون کا گروہ ہے۔ اور ان اوصاف کے ساتھ اسکا دعوے الہام ورسالت وولایت صاف مظہر ہے کہ وہ دہریہ ہے۔ خدا اور رسول اور جزا وسزا کا بالکل قایل نہین۔

ناظرین توجہ کرین! اور ہمارے ہر ایک دعوی کا ثبوت دلائل قطعیہ سے سُنین۔

اولاً کادیانی کا یہ دعوے کہ کسیقدر رجوع کیحالت مین موت سے بچالینا۔ اصل الہام کا ایک پہلو تہا

---

[1] ترجمہ۔ اندھیرے ہین ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے۔ جب ان مین کوئی ہاتھ نکالتا ہے تو قریب ہے کہ اسکو دیکھ نہ سکے اور جس کو خدا تعالے نور نہ دے اس کو کوئی نور نہین ملسکتا۔

محض دروغ بے فروغ ہے۔ ناظرین حصہ دوم مباحثہ امرتسر کا صفحہ ۱۷ دیکھین۔ اسمین کسیقدر کا لفظ کہان ہے؟۔ پس اگر یہہ لفظ اسمین نہ پاوین تو بحکم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کادیانی پر ہزار لعنت بھیجوائین۔ اور ہمکو اس دعوی کی تصدیق کرین کہ کادیانی جھوٹ بولنے مین بڑا دلیر ہے۔ اے حضرات اصل الہام (یا اعتصام) کادیانی کی عبارت یہہ ہی "بشرطیکہ حق کیطرف رجوع کرے"۔ جس سے بحکم قاعدہ المطلق اذا اطلق ارید منہ الفرد الکامل یعنے جب کوئی لفظ بلا قید بولا جاتا (جیسے پانی کا لفظ) تو اس سے اسکا فرد کامل مراد لیا جاتا ہے یعنی وہی پانی معروف جو پینے دھونے غسل کرنیکے کام مین آتا ہے نہ عرق انگور یا شراب یا پیشاب (جو ناقص طور پر اور مجازاً پانی کہلاتے ہین) اس وقت رجوع بایمان و اسلام مراد سمجھا گیا تھا۔ اور کادیانی اور اسکے پیروان کے فہم مین بھی یہی آیا تھا کہ اگر عبداللہ آتھم مسلمان ہوگیا تو وہ سزائے موت سے بچ جائیگا ورنہ ضرور مارا جائیگا۔ پھر جب آخری تاریخ وفات عبداللہ آتھم جو حساب کے رو سے ۲۷ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی گذر گئی۔ اور عبداللہ آتھم کو موت نہ آئی تو کادیانی نے بجائے رجوع بسوے حق کسیقدر رجوع کرنیکا دہکوسلہ بنالیا۔ اور اپنے رسالہ انوار کے صفحہ ۱ سطر ۱ مین یہہ گھڑدیا کہ الہامی عبارت مین مدعا یہہ تھا کہ حق کیطرف رجوع کسیقدر جھکنے کیحالت مین موت وارد نہین ہوسکتی۔ اور خدا سے اور دنیا سے ڈر کر یہہ نہ سوچا کہ اہل الہام مین کسیقدر رجوع کرنے یا جھکنے کا لفظ تو نہین بولا گیا۔ بلکہ برجوع بحق کا لفظ بولا گیا ہے۔ جس سے مراد بجز رجوع کامل کے کچھہ سمجھہ مین نہ آیا تھا اور نہ آسکتا ہے۔ پس اگر یہہ الہام خدا کی طرف سے تھا۔ اور اس سے مراد کسیقدر رجوع تھا تو پھر کیا اس وقت خدا تعالے کو یہہ لفظ "کسیقدر" بولنا یاد نہ رہا تھا۔ تعالے اللہ عما یقولہ الطالم الملحد الکادیانی علوا کبیرا اور یہ نہ سوچا کہ اگر کسیقدر رجوع بحق عبداللہ آتھم کو سزائے موت سے بچانے اور اس عذاب کو ٹلانے کے لئے کافی تھا تو پھر اس موت و عذاب کا اسکو وعدہ ہی کیون دیا۔ اور یہہ ڈر کیون سنایا۔ اس کسیقدر رجوع بحق سے تو عبداللہ آتھم اس وعدۂ عذاب اور ڈر سنانے کے وقت بھی خالی نہ تھا۔ اور نہ اس سے پہلے کبھی خالی رہا ہے۔ اور نہ کوئی بشر اس سے خالی ہوسکتا ہے۔ خدا تعالے کو ماننا اور اسکو اپنا خالق و مالک و لائق عبادت سمجھنا۔ (۲) یا مخلوق خدا کیساتھ کسی قسم کا نیک سلوک کرنا۔ (۳) یا اپنے ہم جنس یا اولاد پر رحم کرنا اور ترس کھانا۔ ایسے حق کے اقسام و افراد ہین جن سے کسی ملت و مذہب کا کوئی آدمی خالی

نہین ہوتا۔ آخری دو صفات ایسے حق کے افراد مین کہان سے وہ لوگ بہی خالی نہین۔ جو دہریہ کہلاتے ہین یہ تیسری صفت ایسی فرد حق ہے کہ اس سے بہائم اور وحشی جانور بہی خالی نہین ہے۔ جو اپنی اولاد کو پیار کرتے ہین۔ پہر کیا عبداللہ آتہم تمام جہان کے اہل مذاہب بلکہ دہریون بلکہ حیوانون اور وحشیون سے بہی گیا گذرا تہا۔ کہ اس کے دلمین اس مزامرت کا وعدہ دینے اور اس سے ڈرانے کیوقت اس قدر حق بہی نہ تہا کہ وہ خدا کو خالق و مالک جانتا ہو۔ یا مخلوق خدا سے نیک سلوک کا قائل ہو۔ یا اپنے ہمجنس و اولاد پر رحم کرتا ہو۔ اسلئے اسکو اس عذاب موت کا وعدہ دیا گیا تہا۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ مباحثہ کیوقت وہ خدا تعالے کے وجود اور خالقیت کا قائل تہا۔ اور مخلوق خدا سے حسن سلوک اور اپنے ہم جنسون اور اولاد پر رحم کرتا تہا۔ اور خاص کر اپنے بہائی کادیانی سے اس نے یہہ حسن سلوک کیا ہے کہ کادیانی اسکو آثنار مباحثہ مین سخت الفاظ سے یاد کرتا رہا۔ اور وہ اسکے جواب سے اسکو معافی دیتا رہا۔ اور اسکے حق مین بدزبانی سے پیش نہین آیا۔ چنانچہ اصل مباحثہ اور اس مباحثہ کی نسبت اسلامی رائے مندرجہ جلد ہذا کے ناظرین پر مخفی نہوگا۔

کادیانی خود تو جہان کے احمقون سے زیادہ احمق تہا ہی اس نے اپنے خداوملہم کو (جو یقیناً معلم الملکوت ہے) بہی احمق بنایا ہے۔ اور یہہ جتایا ہے کہ اسکا ملہم کسیقدر رجوع بحق کو منزل عذاب موعود قرار دیتا ہے اور اتنا نہین سمجہتا کہ کسیقدر حق سے کوئی بشر بلکہ کوئی حیوان بہی خالی نہین۔ لہذا اسقدر حق کے موجود ہونیکے ساتھ عذاب سے ڈرانا اور ہلاکت کی خبر سنانا۔ پہر اسیقدر حق کی نظر سے اس عذاب کو ٹلا دینا حماقت و سفاہت ہے۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

بالجملہ اصل الہام (یا احتلام) مین کادیانی کا لفظ رجوع بحق (جس سے مراد کمال رجوع باسلام سمجہا گیا تہا) کہنا۔ اور جب عبداللہ آتہم کا باوجود مسلمان نہونے کے موت سے بچ جانا نظر آگیا تب اوس سے مراد دعا کسیقدر رجوع (جو بوقت الہام مذکور یہی عبداللہ آتہم مین پایا جاتا تہا) بتانا اس الہام کے سراسر افترا و شیطانی احتلام ہونے اور کادیانی کے مفتری و کذاب ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

دوسری دلیل اس الہام کے احتلام ہونے پر یہہ ہے۔ کہ کادیانی پنجابی ہے اور اسکی قوم اور اول مخاطب بہی پنجابی ہین۔ اور یہہ الہام عربی۔ حالانکہ خدا تعالے کی قدیم سنت ہے کہ خدا تعالے نے ہر ملہم نبی و مرسل کو جنہین کادیانی شمولیت کا دعوی کرتا ہے۔ (دیکہو صفحہ اول لوح ازالہ اوہام کادیانی اور اسکا ص۵۳۲ و ص۶۷۳ اور اسکا رسالہ شہادت القرآن کا صفحہ ۱۲ وغیرہ وغیرہ) اسکی قوم کی زبان مین کلام والہام سے مشرف فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ یونس مین ارشاد ہے "ہمنے کوئی رسول نہین بہیجا۔ مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ اون کو بیان کردے"۔ اور ازانجاکہ بیان وہی مفید و موجب فہمایش وہدایت ہوتا ہے۔ جسکو مخاطب سمجہکر اپنے ذاتی اور مادری زبان مین سمجہ لین لہذا اس سنت کی ایک حکمت یہہ بہی ہے کہ جو کچہہ نبی مرسل کہے اسکو اسکے اول مخاطب اپنی زبان مین سمجہ سکین۔ پس اگر یہہ الہام خدا تعالے کیطرف سے ہوتا۔ تو سنت قدیمہ الہیہ کے مطابق ٹھیٹہ پنجابی مین ہوتا۔ اوی غلام احمدا اسان عبدالله اتھم نون ایس گلے نئین مادیا جو ھن سانون ملوم ھوئی اے کہ اوہ ڈر گیا سی یا اسکی مانند اور پنجابی الفاظ مین

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (یونس ۱۶)

اس الہام کا ایسے عربی الفاظ مین ہونا جنکا مطلب کادیانی خود بہی بلا تفہیم الٰہی سمجہہ نہین سکا اور اس الہام کے ساتھ الہامی تفسیر کا جو اصل الفاظ سے کوئی تعلق نہین رکہتی۔ نازل ہونا روشن دلیل ہے کہ یہہ الہام رحمانی نہین بلکہ احتلام شیطانی ہے۔ یہہ دلیل ایسی روشن اور وسیع ہے کہ اسسے جملہ الہامات کادیانی جو اکثر عربی مین ہوئے ہین ملاورہ براہین کادیانی اور اسکی دیگر تصانیف مین درج ہوکر منتہی ہو چکے ہین۔ اور انمین پنجابی زبان جو کادیانی اور اسکے مخاطب قوم کی مادری زبان ہے ایک بہی نہین سب کے سب احتلام شیطانی ہو گئے ہین۔

یہ دلیل براہین احمدیہ کی تحریر کے وقت ہمکو یہہ دلیل نہین سوجہی۔ ورنہ اس وقت ان الہامون شیطانی احتلامون کا کام تمام کر دیا جاتا۔ مگر بحمد اللہ اب بہی ایک موقع مناسب مین اس دلیل کا

خدا کی طرف سے انتقام ہوا۔ جو کادیانی کے جملہ عربی الہامات پر کاری زخم لگا۔

تیسری دلیل اسکے احتلام ہونے پر یہہ ہے کہ اس الہام کی عربی عبارت جسقدر کادیانی کی ایجاد ہے وہ ایسی گندی اور مکروہ ہے کہ وہ الہام الٰہی ہرگز نہین ہوسکتی۔ اور معہذا وہ مطلب مقصود کادیانی کو ادا کرنے سے قاصر ہے۔ لہذا کسی مسلمان سے یہہ جرأت نہین ہوسکتی کہ ایسی عبارت واہی اور بے مطلب کو الہام الٰہی تسلیم کرکے الہام کو بٹہ لگاوے۔ اور مخالفین اسلام سے جو تہوڑی بہت عربی جانتے ہین الہام کی ہنسی کرادی۔ اگر ہم کادیانی کے جملہ ایجادی فقرات اور آیات قرآنی مین اسکے تصرفات کی تفصیل کرین تو اس سے بہت تطویل متصور ہے لہذا بطور تمثیل صرف ایک فقرہ کی قلعی کھولتے ہین۔ اسکا فقرہ نمبر ۷ یہہ ہو "فانکشف الستر عن ساقہ" جسکا لفظی ترجمہ یہہ ہے۔ "ہم اسکی پنڈلی سے بھید کھولینگے"۔ اور اسکی تفسیر جو کادیانی نے الہام سے کی ہے یہہ ہے۔ ہم اصل بھید کو اسکی پنڈلیون سے ننگا کرکے دکھادین گے یعنی حقیقت کھول دین گے۔ اور فتح کے دلائل بینہ ظاہر کردین گے"۔

سوائے حضرات ناظرین! جنکو عربیت کا مذاق ہے۔ آپ اپنے خداداد علم سے جانتے ہین اور اے حضرات فارسی اردو خوانان آپ عربی دانون سے پوچھ کر یقین کرسکتے ہین کہ عربی زبان مین اور ادبی محاورات مین کسیکو پنڈلیون سے ننگا کرکے بھید دکھانا کوئی محاورہ نہین۔ اور نہ اس کے کوئی معنے بنتے ہین۔ بھید کو پنڈلی سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اسکا تعلق تو دل سے ہے۔ لہذا پنڈلی کھول کر بھید دکھانا کوئی معنے نہین رکھتا۔ پنڈلی یا ران کھولنے سے جو مستور چیز ظاہر ہوتی ہے اسکو تو اس مقام سے کوئی تعلق اور مناسبت نہین ہے۔ ہان عرب کی زبان اور محاورات مین کشف عن الساق (پنڈلی کھولنی) کا محاورہ پایا جاتا ہے جسکے ساتھ لفظ سر یا بھید نہین ملایا جاتا۔ اور عربی محاورہ مین پنڈلی کے دو معنے کئے جاتے ہین۔ ایک حقیقی دوسرے مجازی مستعار یا کنائی۔

(۱) ساق بمعنے اصل و قوام جو اسکے حقیقی معنی ہین اس معنے کر "ساق الشجر" درخت کا

تنہ اور ساق الانسان آدمی کی پنڈلی بولتے ہین۔ اور اس سے حقیقت ان اشیاء کی مراد رکھتے ہین
(۲) کشف ساق سے شدت کے معنے بطور مجاز مستعار بالکنایۃ مراد رکھتے ہین جسکی وجہ یہہ ہے کہ جب
کوئی آدمی محنت اور سختی سے کام کرتا ہے تو اپنی پنڈلیون سے کپڑا اوٹھا لیتا ہے پھر ایک شدت کی
حالت کو اس انسانی حالت سے تشبیہ دیکر اسکو کشف ساق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بہت سے اشعار عرب مین
لڑائی کی طرف کشف ساق (پنڈلی کھولنے) کو منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفاسیر بیضاوی کشاف تفسیر کبیر
وغیرہ مین وہ اشعار مع تفصیل ان معانی کے جو ہمنے بیان کی ہے منقول ہین۔ ان ہی محاورات کے
مطابق قرآن مجید مین یوم یکشف عن ساق ارشاد ہوا ہے جس سے مفسرین سلف و خلف دونون
معنے حقیقی اور مجازی کنائی مراد بیان کرتے ہین۔ جو لوگ حقیقی معنے ساق مراد بیان کرتے ہین۔ وہ
ساق سے جہنم کی ساق یا عرش کی ساق مراد بیان کرتے ہین۔ اور اہل ظواہر اللہ جلشانہ کی ساق
مراد بتاتے ہین جسکی وہ کوئی حقیقت و کیفیت بیان نہین کرتے۔ اور نہ اسکے کشف کی کوئی حقیقت
ظاہر کرتے ہین۔ اور جو لوگ مجازی تشبیہی کنائی معنے مراد بتاتے ہین وہ اس سے شدت کے معنے
مراد بیان کرتے ہین یہ اقوال معالم فتح البیان کشاف بیضاوی تفسیر کبیر وغیرہ تفاسیر مین مرقوم ہین
بالجملہ کشف ساق کا محاورہ کلام عرب اور قرآن مین پایا جاتا ہے مگر جو اجہل الناس اور احمق
کادیانی اور اسکے اجہل الخلق و احمق ملہم (معلم الملکوت) نے کشف الستر عن الساق کا محاورہ بگڑ لیا ہے
اسکا کہین عرب کے محاورات مین اثر و نشان پایا نہین جاتا۔ اور نہ اسکا کوئی مطلب بنتا ہے۔ اور یہ امر
اس بات پر قوی اور روشن دلیل ہے کہ یہہ خدا تعالے کا الہام نہین۔ بلکہ شیطان کا احتلام ہے۔
کادیانی اگر عرب کے محاورات سے اپنی خانہ ساز کلام کو ثابت کرے تو ہم سے ایک سو روپیہ انعام لے۔
اور اگر ثابت نہ کر سکے (اور ہرگز نکر سکیگا۔ گو اپنے تمام نام کے مولوی حواریون نورالدین بھیروی جمونی
احسن امروہی محمد سعید شامی وغیرہ کو بلا کر ان سے مدد لی) تو ندامت کے ساتھ اس امر کو مان لے کہ
یہہ کلام الہام نہین شیطانی احتلام ہے۔

جو کادیانی کے دام افتادہ جاہل اور بعض مسلمان متردد کادیانی کے عربی رسائل کو دیکھکر یہہ کہہ

رہے ہین کہ ان رسائل کے مقابلہ مین علمار اسلام کوئی رسالہ عربی کیون نہین لکھتے۔ اور کادیانی سے انعام کیون نہین لیتے یا اسکو الزام کیون نہین دیتے۔ وہ لوگ اسی ایک مثال کو غور سے دیکھین اور جو اس سے پہلے ہم رسالہ نمبر ۲ جلد ۵ کے آخر مین کادیانی کی عربی عبارات کتاب وسادس کے اغلاط کی فہرست شائع کر چکے ہین اُسکو ملاحظہ کرین۔ تو یقینًا جان لین کہ کادیانی کے رسائل کی عربی عرب کی عربی نہین ہے بلکہ وہ محض نک ہندی بے سود مصداق غث بر بود ہے۔

کادیانی ہندی اور فارسی محاورات کا اپنی خانہ ساز اور نامانوس عبارات مین ترجمہ کر دیتا ہے لہذا وہ اس لائق ہرگز نہین ہے کہ علمار عربی دان اسکیطرف توجہ کرین اور اسکے مقابلہ کا قصد فرماوین۔ علما تو کجا اول درجہ کے طالب العلم جنہون نے سرکاری سکولون مین مفتاح الادب وغیرہ رسائل پڑھے ہین۔ اسکی عربی عبارات کو حقارت اور کراہت کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ اور اسپر ایسی بادلیل نکتہ چینی کرتے ہین جسکا جواب کادیانی سے کچھ بن نہین پڑتا ہمارے ایک عزیز منشی احمد دین کلرک انکم ٹکس ضلع سیالکوٹ نے (جس نے ایف اے۔ یا بی اے جماعت کی عربی کی تعلیم سکولون مین پائی ہے) کادیانی کی تفسیر کرامات الصادقین کے (جو درحقیقت بہتانات الکاذبین ہے) ابتدائی چند صفحون پر سرسری نکتہ چینی کر کے کادیانی کے پاس بھجوادی۔ اور اسپر نہایت ملایمت سے داد انصاف چاہی۔ تو کادیانی سے اسکے جواب مین کوئی بات بن نہ سکی۔ آخر اس عزیز نے وہ نکتہ چینی اخبار وزیر ہند مین سیالکوٹ مطبوعہ ۸ اگست ۱۸۹۴ء مین چھپوادی۔ جسکی بعض علمار کپورتھلہ نے پرچہ وزیر ہند ۲۴ اگست ۱۸۹۴ء تصدیب و تائید بھی کی وہ اخبار آسانی سے ملسکتا ہے۔ اور اگر موقع ملا تو کادیانی اور مدعیان علم حواریان کادیانی کو شرمندہ کرنیکے لئے ہم بھی اسکو اپنے رسالہ مین جگہہ دین گے۔ اس نکتہ چینی کو پڑھکر ناظرین یقین کرین گے کہ کادیانی کی عربی عرب کی عربی نہین ہے پھر وہ کیونکر مستحق ہے کہ علمار عربی دان اسکی طرف توجہ کرین۔ مجھے ان مسلمان طالب العلمون پر (کادیانیون کا ذکر نہین) سخت افسوس آتا ہے جو بذریعہ خطوط مجھہ سے پوچھتے ہین۔ کہ کیون جناب فلان رسالہ عربی کادیانی کے مقابلہ مین کوئی رسالہ عربی مین لکھا جائیگا یا نہین مین نے ان کے اس سوال کا انکو اسی وجہ

ہے جواب نہین دیا۔ اور بجاے اسکے انکو یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے ان رسائل کی عربی عبارات کو پڑہکر اور اسکے محاورات کو عربی محاورات سے منطبق کرکے اپنی راے تو قایم کرین کہ وہ عربی ہے یا نہین۔ اسکے بعد مجہہ سے وہ سوال کرین کہ اسکے مقابلہ مین کوئی عربی رسالہ لکہا جائیگا یا نہین۔

یہ اس الہام کی عربیت مین کلام ہے۔ اب اسکے مودی و مفید مطلب و مقصود کادیانی نہونیکا حال سنو۔ حضرات ناظرین! یہ عبارت جیسی کیسی ہے مطلب بتا نہین سکتی۔ اس عبارت کا لفظی ترجمہ سے تو کچہہ بہی مطلب سمجہہ مین نہین آتا۔ چنانچہ صفحہ ۳۸ وغیرہ مین اسکا بیان ہو چکا ہے لہذا کادیانی کو اس عبارت کا مطلب بتانے کے لئے ایک الہامی تفسیر کی ضرورت ہوئی۔ جو اُس نے ترجمہ کے ساتہہ بیان کی۔ اور وہ بہی صفحہ ۳۹ مین نقل ہو چکی ہے۔ اس تفسیر سے بہی کسیقدر حق کیطرف رجوع کرنے سے مدعا و مراد کہ وہ عبد اللہ آتہم کا اس پیشگوئی سے ڈر جانا ہی ظاہر نہوا تہا۔ اسلئے کادیانی کو اس الہام کی شرح و تفسیر کے بعد بلکہ اس تمام مضمون کو ختم کر دینے کے بعد حاشیہ نمبر ۱ مین بصفحہ ۱۵ سطر ۴ مین اسکا مطلب بیان کرنا پڑا۔ کہ اس رجوع بحق سے ڈر جانا مراد ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا ہے "حق کیطرف جہکنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کے ساتہہ قبول کرنا۔ درحقیقت ایک ہی بات ہے"۔ اس مدعا و مراد کا عبارت الہام اور اسکی الہامی تفسیر سے سمجہہ مین نہ آنا۔ اور ایک مدت کے بعد مانند "مشتے بعد از جنگ" کادیانی کا اس مدعا کو ظاہر کرنا بہی ایک روشن دلیل ہے کہ وہ عبارت الہامی نہین شیطانی احتلام ہے۔ خدا تعالے جو سچون کا ملہم ہے ایسا قاصر البیان نہین ہے کہ جو مدعا کسی الہام سے ادا کرنا چاہے اسکو نہ الہام مین اداے کرے نہ اسکی الہامی تفسیر مین کہہ سکے۔ اور ایک مدت کے بعد اسکو وہ مدعا ظاہر کرنا یاد آوے

ثانیاً۔ جو دعوی (مذکورہ صفحہ ۲۷) کی تائید مین کادیانی نے کہا ہے کہ کسیقدر ڈر جانیسے موعود عذاب موت و ہلاکت بشہادت قرآن ٹل جایا کرتا ہے۔ اسمین اُسنے دجالیت سے پورا کام لیا۔ اور تحریف نصوص سے اپنی یہودیت کا اظہار کیا ہے۔ قرآن کی کسی آیت مین یہ بیان صراحتاً یا اشارتاً پایا نہین جاتا ہے کہ جو قطعی وعدہ عذاب موت و ہلاکت کا کسی قوم کو موقت بوقت خاص دیا گیا ہے وہ ان کے

کسیقدر ڈر جانے سے ٹل گیا ہے۔ کادیانی نے اپنے دعوے کے ثبوت مین ایک آیت فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ پیش ہے۔ سو دنیاوی موعود عذاب موت کے ٹلنے مین نص نہین ہے بلکہ وہ آخرت مین ذرہ بھر نیکی کا بدلہ پانے مین نص ہے۔ اسکے پہلے قیامت کے احوال و اہوال (زمین کا ہلایا جانا اور اسکا اپنے بوجھ (خزانی و مردی) نکال دینا۔ اور اپنی پیٹھ پر گذرے واقعات کی خبر دینا بیان کرکے کہا ہے۔ اسدن لوگ متفرق ہو کر حساب کی جگہہ سے پھرینگے تاکہ اپنے اعمال کا بدلہ دکھلائے جائین۔ پھر جو ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسکو دیکھہ لیگا۔ پھر اس آیت سے کادیانی کا یہہ نکالنا کہ جو ایک ذرہ خدا سے ڈر گیا اس سے دنیا مین سنگین عذاب موت ٹل گیا۔ تحریف و یہودیت نہین تو اور کیا ہے؟

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝

دوسری آیت حاشیہ نمبر (۱) رسالہ بے انوار مین کادیانی وہ پیش کی ہے جسمین بیان ہے کہ جب لوگ فسق کرتے ہین تو ہلاک کئے جاتے ہین

(۲) واذا اردنا ان نهلك قریة امرنا مترفیها ففسقوا فیها فحق علیها القول فدمرناها تدمیرا

تیسری وہ آیت جسمین بیان ہے کہ ہم اسوقت بستیون کو ہلاک کرتے ہین جب ان کے لوگ ظالم ہو جاتے ہین۔

(۳) وما کنا مهلکی القری الا واهلها ظالمون ۝

چوتھی وہ آیت جسمین بیان ہے کہ تجھ سے پہلے رسولون سے ٹھٹھا کیا گیا۔ تو ہم نے منکر لوگون کو پکڑا۔

(۴) ولقد استهزئ برسل من قبلك فاملیت للذین کفروا ثم اخذتهم فکیف کان عقاب ۝

پانچوین وہ آیت جسمین بیان ہے کہ لوگون نے مکر کیا۔ تو ہمنے اُن کو مکر کی سزا دی مگر

(۵) ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وهم لا یشعرون ۝

۱؎ بعض مفسرین نے اس آیت کے یہہ معنے بھی کئے ہین کہ کافرون کو دنیا مین نیکی کا بدلہ ملتا ہے مگر اسکی تفسیر مین کسی نے نہین کہا جیسا کادیانی نے کہا ہے کہ ذرہ خوف کے بدلے سخت عذاب موت ٹل جاتا ہے

یہہ آیات سب کی سب کادیانی پر حجت ہین یعنے اسکو جھوٹا کرتی ہین۔ اسکی دست آویز نہین ہوسکتین ان آیات مین عذاب کا موجب و سبب فسق و ظلم۔ استہزاء و مکر کو بتایا گیا ہو سو عبداللہ آتھم سے بمقابلہ اسلام سرزد ہو چکا ہے۔ لہذا وہ عذاب کا مستحق ہو چکا تہا۔ کادیانی کا الہام سچا۔ اور خدا کی طرف سے ہوتا تو ان آیات کی شہادت سے اسپر ضرور عذاب آجاتا۔ ان آیات مین یہہ نہین کہا گیا کہ اگر فسق و ظلم و استہزاء و مکر کے بدلے عذاب موت کا وعدہ ہو جائے تو پہر تو وہ کسیقدر ڈر جانے سے ٹل جاتا ہے۔ لہذا کادیانی کا ان آیات سے عذاب ٹل جانیکا ثبوت نکالنا۔ تحریف مین یہودیون کے کان کاٹتا ہے

چھٹی آیت کادیانی نے اشتہار عدم وفات شوہر زوجہ فرضی خود مین وہ پیش کی جس مین حضرت یونس کی قوم سے ایمان لانے کی وجہ سے عذاب کا اٹھایا جانا مذکور ہے۔ اور کادیانی نے دعوے کیا ہے کہ "حضرت یونس کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی میعاد بتلائی گئی ہے"۔ یعنے پہر وہ عذاب اوٹہا لیا گیا۔ اور وعدہ عذاب پورا نہوا۔

اس آیت کے استدلال مین بہی کادیانی نے اپنی دجالیت سے پورا کام لیا۔ اور تحریف مین یہودیون کو مات کیا۔ اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکہدیا ہے۔

اے حضرات ناظرین باوقار! اس آیت مین بہی تصریح نہین ہے کہ حضرت یونس کو خدا تعالے نے اس قوم کو ہلاک کرنے کا قطعی وعدہ دیا تہا۔ اور نہ اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح یا ضعیف دواوین سنت مین دیکہی گئی ہے۔ بلکہ نص قرآن مین اصرف یہہ بیان ہے کہ

فلولا کانت قریۃ امنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنہم عذاب۔	کوئی بستی ایسی نہوئی کہ وہ عذاب دیکہکر ایمان لاتے اور اس سے نفع اٹہاتی۔ بجز قوم یونس کے کہ جب وہ

* تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۴۱ و ۴۲ مین بواسطہ واحدی حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد ابو مالک سے منقول ہے کہ قرآن مین جہان کہین "لولا" کا لفظ ہو۔ اسکے معنے "ھلا" حرف تحضیض ترغیب کے ہین۔ بجز اس آیت کے اور آیت فلولا کان من القرون کے ان دونون آیتون مین اسکے معنے نفی کے ہین تفسیر فتح البیان مین کہا ہے کہ اسکے معنے ھلا تحضیضیہ کے ہوتے ہین اسکے معنے نفی کے ہین۔ دجال کادیانی کا ایک عامل دخاندوار ہے۔ اسکو تفہیم کے ھلا مین اسکے معنے ترغیب کے بیان کرتا ہے اور جاہل اتنا نہین سمجہتا کہ اگر اس سے ترغیب مراد ہو تو پہر حضرت یونس کی قوم کا اسے اتشنا

الخزي في الحيوة الدنيا ومتعناهم الى حين ۝ (یونس ع - ۱۰)	ایمان لائے تو ہمنے ان سے دُنیا کی رسوائی کے عذاب کو اٹھا دیا - اور ان کو ایک وقت تک دُنیا

سے متمتع کیا" جس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ وعدہ عذاب قطعی ہلاکت کا نہ تھا قطعی ہوتا - تو وہ ایمان لانے سے نہ ٹلتا - اور اسمین تخلف نہوتا - بلکہ وہ شرطی انداز تھا کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب کیے جاؤ گے - پھر قوم یونس آثار عذاب دیکھکر ایمان لے آئے - تو وہ عذاب (جو بشرط عدم ایمان تھا) وقوعین نہ آیا - بعض مفسرین نے یہہ لکھا ہے کہ حضرت یونس نے قوم کو چالیس شب کی میعاد مقرر کردی تھی - مگر انہون نے یہہ نہین لکھا - کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تھا - شرطی عدم ایمان کی شرط سے مشروط نہ تھا - بلکہ چالیس رات کی میعاد مقرر کرنے اور اس سے پہلے عذاب نہ آنے سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ چالیس شب ان کے ایمان کی انتظار کے لئے مقرر ہوئی تھی - اور اس غرض کے اظہار کے لئے تھی کہ اگر وہ اس عرصہ مین ایمان لے آوین گے تو وہ عذاب نازل نہوگا -

امام رازی تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۲۲ مین لکھتے ہین حضرت یونس اہل نینوی کی طرف مبعوث ہوئے - اُنہون نے جھٹلایا تو وہ اُن سے خفا ہوکر نکل گئے - پھر جب اُنہون نے حضرت یونس کو نہ پایا تو ڈر گئے - اور ٹاٹ پہن لئے - اور چلائے - حضرت یونس نے ان کو چالیس دن کی میعاد مقرر کردی - تو وہ آپ کے جواب مین بولے کہ ہم اسباب و آثار ہلاکت دیکھین گے تو ایمان لے آوین گے اور جب بتیس راتین گذر گئین تو آثار عذاب نمایان ہوئے - اسمال مین سیاہ بادل نمودار ہوا جس سے سخت دھوآن ظاہر ہوا جو شہر مین آپڑا - اور اس سے اسکی چھتین سخت سیاہ ہوگئین - تب وہ لوگ

(روي ان يوسف عليه السلام بعث الى نينوي من ارض الموصل فكذبوه فذهب عنهم مغاضبا فلما فقدوه خافوا نزول العقاب فلبسوا المسوح وعجوا اربعين ليلة وكان يونس قال لهم ان اجلكم اربعون ليلة فقالوا	جنگل کو نکل گئے - اپنی بیویون کو بچون سے جدا کرکے چلانے لگے اور ایمان لے آئے - اور تائب ہوئے تو خدا نے انپر رحم کیا - اور عذاب کو ملتوی کیا گیا - یہ حضرت یونس کا (بقول مفسرین) چالیس دن کی میعاد مقرر کرنا اور ان کے جواب مین

ان رأينا اسباب الهلاك آمنا بك فلما
مضت خمس وثلثون ليلة ظهر في السماء
غيم اسود شديد السواد فظهر منه دخان
شديد وهبط ذلك الدخان حتى وقع
في المدينة واسود سطوحهم فخرجوا الى
الصحراء وفرقوا بين النساء والصبيان و
بين الدواب واولادها فحن بعضها
الى بعض فعلت الاصوات وكثر التضرعات
واظهروا الايمان والتوبة وتضرعوا الى الله
تعالى فرحمهم وكشف عنهم۔
(تفسیر کبیر جلد ۵ صـ۴۲)

قوم کا یہہ کہنا کہ ہم آثار و اسباب دیکھکر ایمان لے آوین گے۔ اور اسپر حضرت یونسؑ کا سکوت فرمانا صاف یقین دلاتا ہے کہ وہ وعدۂ عذاب قطعی نہ تہا بلکہ بشرط عدم ایمان تہا۔ تب ہی اُنہون نے بصورت آثار دیکہنے کے وعدۂ ایمان کیا تہا۔ پہر اُنکو میعاد سے پہلے آثار دکہا کر ایمان عطا ہوا اور عذاب ملتوی کیا گیا۔

اب اس سے بڑہکر سُنو۔ تفسیر کبیر کی جلد ۶ کے صـ۱۸۵ مین حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ خدا تعالے نے حضرت یونسؑ کی طرف جو وحی متضمن خبر عذاب کی تہی خود اسمین یہہ شرط لگا دی تہی کہ اگر وہ لوگ ایمان نہ لائین گے۔ تب اُنپر عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونس نے

فاوحى الله اليه (اى يونس) قل لهم ان لم
تؤمنوا جاءكم العذاب فابلغهم فخرج
من عندهم فلما فقدوه ندموا على فعلهم
وطفقوا يطلبونه فلم يقدروا ثم ذكروا امرهم
وامر يونس للعلماء الذين كانوا في دينهم
فقالوا انظروا واطلبوه في المدينة
فطلبوه فقيل لهم انه خرج العشى فلما
ايسوا اغلقوا باب مدينتهم فلم يدخلها
بقرهم ولا غنمهم وعزلوا الوالدة عن ولدها

انکو یہہ وحی الٰہی پہنچائی تو وہ لوگ ایمان لانے سے انکاری ہوئے۔ جسپر حضرت یونس علیہ السلام (خفہ ہوکر) ان کے بیچ مین سے نکل گئے تو وہ پچتائے۔ اور حضرت یونسؑ کی تلاش مین لگ گئے۔ حضرت یونس کو اُنہون نے نہ پایا تو رونے چلانے لگ گئے۔ اور ایسے ڈرے کہ حاملہ عورتون کے حمل وضع ہو گئے۔ اور انسانون کے علاوہ گائے بکریون کی بہی آوازین نکلین تب عذاب رفع ہوا۔

وکذ الصبیان والامہات ثم قاموا ینتظرون الصبح فلما انشق الصبح راو العذاب ینزل من السماء الخ کبیر ج ۶ ص ۱۸۸

لیجئے کادیانی صاحب! اس روایت سے کیسی صفائی اور تصریح کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ جو حضرت یونسؑ کو خدا تعالے نے شرطی عذاب کا ڈر سنایا تھا وہ وعدہ قطعی نہ تھا۔ اب اس سے بڑھکر آپ کیا چاہتے ہین۔ اور شرطی ہونے عذاب قوم یونسؑ کا اور کیا ثبوت مانگتے ہین؟

اس روایت کے معنے سمجھنے مین جو کادیانی نے دھوکہ کہایا یا دیدہ دانستہ دھوکہ دینا چاہا ہے اسکا ازالہ اشتہار چار ہزار کے دلائل کے جواب مین عنقریب کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ اور اگر کادیانی اس ظاہر مفہوم آیت کو نہین مانتا۔ اور بیان مذکور مفسرین کو بھی جس سے عذاب کا مشروط بعدم ایمان ہونا ثابت ہے۔ سچا نہین جانتا تو وہ کسی آیت قرآن یا حدیث صحیح سے یہ ثابت کردے کہ وہ وعدہ قطعی ہلاکت کا تھا۔ اور پھر وہ ٹلایا گیا۔ اور صرف یہی امر اسکا مدعا ثابت کرنیکو کافی نہوگا۔ بلکہ اسکو یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ قوم یونسؑ ایمان نہ لائی تھی۔ اور کفر سے تائب نہ ہوئے تھے۔ صرف کسیقدر ڈر گئے تھے جیسا کہ بقول کادیانی عبداللہ آتھم کسیقدر ڈر گیا تھا۔ اور وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے نہ لایا تھا۔ کیونکہ اگر یہ امر کادیانی ثابت نہ کرسکا۔ اور قوم یونس کا ایمان لانا اس کے نزدیک بھی ثابت مسلم رہا جیسا کہ نص قرآن لما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا سے جو مفہوم ترجمہ منقول ہوئے سے ثابت ہے۔ تو پھر بھی یہہ آیت کادیانی کی دلیل نہو سکیگی۔ کیونکہ اسکا دعوی یہہ ہے کہ کسی قدر ڈر جانے سے اور دل کے کسی گوشہ مین ایک ذرہ دہشت کا یا خوف پیدا ہو جانے سے عذاب قطعی ٹل جاتا ہے۔ گو وہ ایمان جو نجات کی شرط ہے حاصل نہو۔ پس جبتک آیت متعلق قصہ حضرت یونسؑ یا کسی اور آیت سے کادیانی یہہ ثابت نکرے کہ صرف کسیقدر ڈر جانے سے باوجود کافر و بے ایمان رہنے کے عذاب موعود ٹل جاتا ہے اور ٹل گیا ہے۔ اس آیت سے اسکا تمسک کرنا کمال درجہ کی بیحیائی اور بے ایمانی ہوگی۔

کادیانی کے دام افتادہ احمق اسبات کو نہین سمجھتے کہ عبداللہ آتھم تو بقول کادیانی بھی

ایمان نہین لایا۔ صرف کسیقدر ڈر گیا تہا بخلاف قوم یونسؑ کہ وہ پورے طور پر اور کمال تضرع سے ایمان لے آئے تہے پہر یہ آیت متعلق قوم یونسؑ اگر بالفرض اس سے قطعی عذاب کا ٹل جانا ثابت ہو کادیانی کی دلیل کیونکر ہو سکتی ہے

اس بحث بلکہ تمام مضمون لکہے جانے کے بعد کادیانی کا اشتہار چار ہزار روپیہ کا ہماری نظر سے گذرا۔ اسمین صہ ۱۱ سے صہ ۱۶ تک کادیانی نے خاکسار کو مخاطب کر کے پہلے عام موعود اور قطعی عذابون کی توبہ و استغفار سے ٹل جانیکا ثبوت پیش کیا ہے۔ پہر خاصکر حضرت یونسؑ کی قوم کے عذاب کے قطعی ہونے کے ساتھ ٹل جانیکا ثبوت پیش کیا ہے۔

عام موعود اور قطعی عذابون کے استغفار و توبہ سے ٹل جانیکے ثبوت مین اوّل یہہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اس تعلیم سے بہرا پڑا ہے۔ کہ اگر توبہ و استغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹلجاتا ہے اور اس دعوی کے ثبوت مین بیبل کا ایک قصہ نقل کر دیا ہے۔ جسکا نہ پتہ بتایا۔ نہ حوالہ کتاب دیا اور اس دعوی کے ساتہہ (دوسرا) یہ دعوی بہی جڑ دیا۔ کہ یہہ قصہ مفسرین نے لکہا ہے۔ بلکہ اور حدیثین اس قسم کی بہت ہین جنکا لکہنا موجب طول ہے۔ پہر اسکے ساتہہ (تیسرا) یہہ دعوی بہی جڑ دیا ہے۔ کہ علاوہ وعید ٹلنے کے (جو کرم مولی مین داخل ہے) اکابر صوفیہ کا مذہب ہے کہ کبہی وعدہ بہی ٹلجایا کرتا ہے۔ اور اسپر صوفیون کی دو کتابون کا حوالہ دیکر اس دعوی سوم کی دلیل قرآن سے یہ پیش کی ہے کہ حضرت موسیٰ کو نزول توریت کے لئے تیس رات کا وعدہ دیا گیا تہا۔ اور کوئی شرط ساتہہ نہ تہی۔ مگر وہ وعدہ قایم نہ رہا۔ اور اسپر دس دن بڑہائے گئے۔ جس سے بنی اسرائیل فتنہ گوسالہ پرستی مین پڑے۔ اور اس سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ جبکہ اس نص قطعی سے ثابت ہو کہ خدا تعالے ایسے وعدہ کی تاریخ ٹالدیتا ہے جسکے ساتہہ کسی شرط کی تصریح نہین کیگئی تہی تو وعید کی تاریخ مین عند الرجوع تاخیر ڈالنا خود کرم مین داخل ہے۔

پہر حاشیہ مین بضمن نوٹ اول کادیانی نے اس دلیل پر آپ ہی یہہ سوال وارد کر کے کہ اللہ تعالے یہہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنے خدا تعالے وعدہ کا خلاف نہین کرتا۔

اسکا یہہ جواب دیا ہے کہ اس آیت مین وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو خدا کے ارادہ مین وعدہ کے نام سے مرسوم ہو نہ وہ امر جسکو انسان اپنے خیال کے مطابق قطعی وعدہ سمجھ لے۔ اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالے ایک وعدہ کرے اور اسکے ساتھ کوئی شرط مخفی ہو جسکا اظہار نکرے۔ اور اس شرط کے عدم ظہور سے اس وعدہ کا ظہور نہ ہو۔ پھر اپنے پہلے دعوی کی نظیر یا دلیل وہ آیت قرآن پیش کی ہے۔ جسمین یہ

لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین فلما انجاھم اذا ھم یبغون فی الارض بغیر الحق (یونس ۶)	ذکر ہے کہ کشتی والے طوفان کے وقت کہتے ہین کہ اے خدا اگر تو ہمکو اس سے نجات دیگا تو ہم شکر گذار ہونگے۔ پھر جب خدا انکو نجات دیتا ہے تو وہ زمین مین

ناحق کے طالب ہوتے ہین۔ اور بڑے فخر سے ایسی آیات سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ خدا تعالے اپنے تہری ارادہ سے دریا مین طوفان پیدا کرتا پھر ان کے تضرع اور رجوع پر انکو بچا لیتا ہے باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ پھر مفسدانہ حرکات کرین گے۔ پھر کہا ہے کہ کیا اس طوفان سے یہہ غرض ہوتی ہے۔ کہ کشتی والون کو خفیف چوٹین لگین۔ مگر ہلاک نہون۔ اے شیخ ذرا شرم کرنا چاہیے۔ اس قدر عقل کیون ماری گئی۔ کہ نصوص بدیہیہ سے انکار کئے جاتے ہو"

مگر اے ناظرین باتمکین! کادیانی کے اس بیان سے اسکا کوئی دعوی منجملہ دعاوی ثابت نہین ہوتا۔ بلکہ یہہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ پرلے سرے کا بے شرم ہے۔ اور دھوکہ دینے مین دجال موعود کا باوا معہذا بیعقل و نافہم ہے۔ اتنا نہین سمجھتا کہ میری ان مغالطات سے گو مشتے چند سیدھے سادے احمق خوش ہو جائین گے۔ اور واہ واہ سبحان اللہ کہین گے۔ مگر جہان کے عقلا میرے مخالف ہو جائینگے اور میری استدلات پر ہنسی اڑائین گے۔ اور میرے دجال ہونیکا یقین کر لین گے۔

اب ناظرین توجہ کرین۔ اور ہماری ہر ایک بات کا ثبوت لین۔ کادیانی جو یہہ دعوی کیا ہے کہ تمام قرآن اسی تعلیم کا بھرا پڑا ہے۔ کہ توبہ و استغفار قبل نزول عذاب ہو تو عذاب ٹلجاتا ہے۔ اور اسکے ثبوت مین جو کچھہ کہا ہے۔ اسمین اولاً یہہ نہ سوچا کہ جو عذاب توبہ و استغفار سے ٹلجاتا ہے۔ وہ عذاب قطعی موعود ہوتا ہے جسکے وقوع کی پیشتر خبر دیجاتی ہے۔ یا غیر موعود ہے اور محل بحث و نزاع کونسا

عذاب ہے قطعی موعود یا غیر موعود۔ اور میرا دعوے کس عذاب کے ٹلجانیکا ہے قطعی موعود کا یا غیر موعود کا۔ پس اگر عذاب قطعی موعود محل مبحث و نزاع ہے اور اسی کے ٹل جانیکا مجھے دعوے ہے۔ تو پھر میرا کشتی والی آیت کو معرض استدلال مین لانا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا کسی آیت مین یا حدیث مین یہہ آیا ہے کہ کشتی والون پر جو طوفان آیا کرتا تہا۔ اور وہ ان کے رجوع و استغفار و تضرع سے ٹل جایا کرتا تہا۔ وہ پیشتر سے موعود ہوتا تہا۔ اور اسکی نسبت خاص کوئی وعدہ ہلاکت آجاتا تہا۔ ایسا ہی تو مین اس مقام مین اس آیت کو پیش کرون جسمین وعدہ قطعی ہلاکت بہ طوفان ہوا ہو۔ اور پھر وہ ٹلا ہو۔ اور اگر اس مضمون کی آیت کوئی نہین ہے تو عقلا جہان جو میرے دام تزویر مین نہین پہنسے میری اس پیش کردہ آیت کو دیکھکر کیا کہین گے۔ اور اس آیت مین یا قرآن کی کسی آیت مین اس طوفان کا جو تضرع سے ٹل گیا تہا وعدہ دیکھینگے تو مجھے بجز احمق نافہم یا پرلے سرے کا چالاک دہوکہ دینے والا دجال نہ کہین گے تو اور کیا کہین گے؟

اور ثانیاً یہہ سوچا کہ دعوے لا میرا یہہ تہا کہ رجوع و تضرع سے عذاب موعود ٹل جانیکی آیات سے قرآن بہرا پڑا ہے۔ اور اسکی دلیل و تفصیل مین میرا ایک بے نشان قصہ بیبل سے نقل کرنا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا بیبل قرآن ہے۔ پھر اس دعوی پر ایک دعوے دوم کرنا۔ اور بے پتہ اقوال مفسرین اور احادیث کا حوالہ دینا کیا وجہ رکھتا ہے۔ کیا مفسرین کے بے پتہ اقوال اور ایسی ہی بے نشان آحادیث بہی قرآن کہلاتے ہین۔ پھر اس کوتاہی کے ساتہہ کہ قرآن کی ایک آیت یا حدیث بہی نقل کی میرا یہہ کہنا کہ تفصیل موجب تطویل ہے کیا معنے رکھتا ہے۔ "کے آمدی و کے پیر شدی"۔ آیت یا حدیث یا کسی تفسیر کی عبارت تو ایک بہی ہم نے ایسی نہین لکھی جسمین موعود عذاب کے ٹلجانے کا ذکر ہو۔ پھر تطویل کہان سے ہوگئی جس سے تہک کر اور آحادیث یا آیات کے ذکر سے قلم کو روکا گیا ہے۔

اور ثالثاً یہہ نہ سوچا کہ جو دعوی سوم کی مین نے آیت قرآن دلیل بناکر پیش کی ہے وہ وعدہ خلافی کی جواز پیش قطعی کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس آیت مین یہہ کہان تصریح ہے کہ تیس رات کے گذرنے پر موسیٰ کو توریت ملنے کا خدا نے وعدہ کیا تہا۔ اور وہ وعدہ دس رات بڑہا کر ٹلایا گیا۔

اور رابعًا یہ نہ سوچا کہ جو اقوال صوفیون کی ہم اس وعدہ خلافی کی تائید مین پیش کرکے اپنے ساتھ ان کو بدنام کرنا چاہتے ہین کیا وہ اقوال بھی آیات قرآن ہین۔ اور وہ کس شخص کے لئے حجت دست آویز بنائی گئی ہین۔ اپنے لئے یا اپنے مخاطب کے لئے۔ ہمارا سارے جہان کا اتباع و توافق کو چھوڑ کر مجتہد و مجدد بنکر قرآن و حدیث سے استدلال کا مدعی بننا پھر بجائے قرآن حدیث ان اقوال صوفیہ کو پیش کرنا عاقلون اور منصفون کی نظرون مین کیا وقعت و اثر پیدا کریگا۔ اور ہمارا مخاطب جو دلیل شرعی کا طالب ہے وہ ان اقوال کو ان معنے سے جو ہم سمجھتے ہین کب قبول کریگا۔

ہمارے ان الزامات و سوالات کے ضمن مین کادیانی کے جملہ دعاوی دلائل کا جواب اجمالی ادا ہوا۔ با این ہمہ اب ان ہم دعاوی و دلائل کا جواب تصریح و تفصیل سے دیتے ہین۔

اسکا پہلا دعوٰے محض کذب ہے۔ قرآن مین ایک آیت بھی ایسی نہین ہے جسمین یہہ ذکر ہو کہ موعود و قطعی عذاب توبہ استغفار سے وقت موعود سے ٹل جاتا ہے۔ اس دعوٰی کی دلیل جو بے پتہ نقل کادیانی نے بیبل سے پیش کی ہے۔ وہ کادیانی اور اسکے عیسائی بھائیون کے لئے حجت ہوگی۔ اہل اسلام تو اسکو حجت نہین سمجھتے۔ اور ان کتابون کو محرّف جانتے ہین اور طرفہ یہہ کہ کادیانی بھی براہین احمدیہ مین کہہ چکا ہے کہ یہہ کتابین کایا پلٹ ہوتے رہتے ہین (دیکھو براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۳۳ اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۷)۔

کادیانی کا دوسرا دعوٰی بھی محض دھوکہ ہے۔ کادیانی کو شرم یا عزت ہے۔ تو اس مضمون کا کسی مفسر معتبر کا قول جو اہل کتاب سے ماخوذ نہو بلکہ حدیث سے ہو یا کوئی صحیح حدیث نقل کرے۔

کادیانی کے تیسرے دعوی مین دو دعوے ہین۔ ایک یہہ کہ وعید کو ٹلا دینا کرم ہے۔ دوسرا یہہ کہ وعدہ الٰہی بھی کبھی ٹل جایا کرتا ہے۔

پہلے دعوی کا رد و ابطال یہ ہی کہ اس دعوی کو اپنی نقلی و شرعی دلیل سے مدلل نہین کیا اسکی صرف عقلی دلیل یہہ بیان کی ہے کہ یہہ کرم ہے۔ اسکا جواب یہ ہی کہ یہہ بات آپ نوٹ دوم ص (۱۲) اشتہار چار ہزار مین مان چکے ہین کہ "**تخلف وعدہ ایک نقص ہے جو خدا تعالے پر جائز نہین**" اور اسکے نقص ماننے کی وجہ یہی ہے کہ اس سے کذب لازم آتا ہے اور یہی نقص بعینہ تخلف وعید مین موعود ہے۔ لہذا اللہ تعالے کا اس سے بہی پاک ہونا بحکم عقل واجب و ضروری ہے جیسا کہ تخلف وعدہ سے آپکے نزدیک بہی اسکا پاک ہونا واجب اور ضروری ہے۔ اور نقل بہی عقل کی موید ہے۔ اللہ تعالے وعید کے باب مین صاف فرمادیا ہے کہ جو مین نے ڈر (یا عذاب) کی بات کہی ہے وہ نہ بدلے گی۔ اور مین

یا یبدل القوی لدی وما انا بظلال للعبید (ق)

بندون پر ظلم کرنے والا نہین ہون۔ یعنی اگر مین اپنی اس بات (وعید) کو بدلا دون۔ اور کافرون اور مشرکون کو بہی مسلمانون کی طرح بخش دون تو یہہ

افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون (القلم) ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصالحت کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار (سورہ ص ۶)

مسلمانون اور خدا پرستون پر میری قانون جزا و سزا کے مطابق صریح ظلم ہے۔ اور فرمایا کیا ہم مسلمانون اور مجرمون کو یکسان کردین گے؟ تمہین کیا ہوا کیسی باتین کرتے ہو؟ اور فرمایا کیا ہم نیک عمل مومنون کو مفسدون کی مانند یا پرہیزگارون کو بدکارون کا سا کردین گے؟

آپکی **عقلی دلیل کا جواب** یہہ ہی کہ اگر اپنے کرم کی نظر سے خدا تعالے کو ایک **نقص** اور عیب (کذب) کا **ارتکاب جائز** ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ شرک و کفر و زنا وغیرہ سبہی گناہ خدا تعالے کے نزدیک بہی جائز ہون۔ اور بندون کے نزدیک بہی تقلید خدا جائز (تعالے اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا) **خدا کے نزدیک اس جواز گناہ کی وجہ** یہہ ہی کہ کرم خداوندی کی نظر سے خدا کا کذب جائز ہوا۔ اور اس امر کا گنہگارون کو یقین دلایا گیا تو گنہگار دلیری سے اس کرم کے بہروسہ کفر و شرک و زنا کا ارتکاب کرین گے اور یہہ کہین گے کہ خدا تعالے کریم ہے۔ وہ اپنا کرم چہوڑ کر ہمکو کبہی عذاب نکریگا۔ اس سے بعثت رسولون کا عبث ہونا اور احکام حلال و حرام کا بیکار ہونا لازم آیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.